ABSAAR Monthly Malegaon
Post L.No.MGN/208/2017-2019 RNI NO.MAHURD/2016/69826
حق و صداقت کا روشن اشاریہ
ماہنامہ ابصار مالیگاؤں
مدیر: حافظ جلال الدین القاسمی

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

موسیٰ بن اسماعیل، ابوعوانہ، مغیرہ، ابو وائل، حضرت عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ میں حوض پر تمہارا اپیش خیمہ ہوں گا تم میں کچھ لوگ میرے سامنے لائیں جائیں گے یہاں تک کہ میں جھکوں گا کہ ان کو پانی پلاؤں تو وہ میرے سامنے سے کھینچ لئے جائیں گے میں کہوں گا اے اللہ یہ میرے ساتھی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے تمہارے بعد نئی بات پیدا کی۔ صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1973

جلد نمبر:۲ شمارہ نمبر:۱۷ و ۱۸ ربیع الاوّل۔ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ دسمبر ۲۰۱۷۔جنوری ۲۰۱۸ (مشترکہ) صفحات:۸ قیمت:۵ روپیہ
Vol No.2 Issue No.17 & 18 December 2017 & January 2018 (Combined) Pages:8 Price:Rs.5.00

حافظ جلال الدین القاسمی

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ (۱۳۳) (سورة الأعراف:۷)

ترجمہ: پھر تو ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون بھیجا کھلی کھلی نشانیاں بنا کر سو وہ (اس پر بھی) اکڑا ہی کئے اور وہ ایک نافرمان قوم تھی۔

مینڈک ایک فقاریہ جانور (vertebrate) ہے۔ اسے عربی میں ضِفدَع کہتے ہیں جس کی جمع ضَفَادِع آتی ہے۔ مینڈکی کے لئے «ضِفدَعَة» کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اس کے سر کے اوپری حصے میں دو ابھری ہوئی آنکھیں ہوتی ہیں اور جسم کے اوپری حصے میں دو نتھنے ہوتے ہیں۔ جب یہ پانی میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے تو یہ انہیں دونوں نتھنوں سے ہوا لیتا ہے۔ اس کے اوپری جبڑے میں دو دانت ہوتے ہیں جو اس کے شکار پر دباؤ ڈالنے میں معاون بنتے ہیں۔ اس کے نچلے جبڑے میں دانت نہیں ہوتے ہیں اسی وجہ وہ شکار کو چبا نہیں پاتا ہے بلکہ اسے نگل لیتا ہے۔ مینڈک ۵ سے ۱۵ سال تک جیتا ہے۔ مینڈک کی جسمانی لمبائی بمشکل ۳۰ سے ۴۰ ملی میٹر ہوتی ہے۔

مینڈک مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض مینڈک سَفاد (coupulation یعنی جُفتی) سے پیدا ہوتے ہیں۔ بعض بغیر سَفاد کے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی پیدائش ایسے پانیوں میں ہوتی ہے جو بہتے نہیں بلکہ گندے یا گدلے ہوتے ہیں۔ عام طور پر مینڈکوں کے ملاپ کا موسم، موسمِ ربیع کے اختتام اور گرمی کے موسم کی ابتداء سے ہوتی ہے۔ نیز بارش کے بعد بھی ان کی پیدائش ہوتی ہے۔ بارش کے بعد سطحِ آب پر ان کی کثرت سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ بادل سے برسے ہوں۔ یہ کثرت نَر اور مادہ کی تولید کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ محض قادرِ مُطلق کی صنّاعی کا کرشمہ ہے کہ اس نے مِٹّی میں ایسی خاصیت رکھ دی ہے کہ گھڑی بھر میں اس سے ان کا ظہور ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مینڈک کے قتل سے منع کیا ہے کیونکہ اس کی آواز تسبیح ہے۔

بعض مینڈک بولتے ہیں، بعض نہیں بولتے ہیں اور جو مینڈک بولتے ہیں ان کی آواز ان کے کانوں کے پاس سے نکلتی ہے۔ جب مینڈک بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے نیچے کے جبڑے کو پانی میں داخل کر دیتا ہے اور جب اس کے منہ میں پانی بھر جاتا ہے تو بولنا بند کر دیتا ہے۔ نَر مینڈک کی آواز مادہ مینڈک سے تیز ہوتی ہے۔ ملاپ کے موسم میں نَر مینڈک ٹرٹراہٹ کی آواز ان صوتی تاروں سے نکالتا ہے جو اس کے حنجَرہ (larynx) میں موجود ہوتی ہے۔ یہ آواز مادَہ کو بلانے کے لئے ہوتی ہے۔ مینڈک گوشت خور ہوتا ہے۔ یہ چھوٹے حجم یا متوسط حجم کے حَشَرات (کیڑے مکوڑے) جیسے مکھی، مچھر اور شہد کی مکھی کو کھاتا ہے۔ مینڈک اپنے حجم کے اعتبار سے حَشَرات کا شکار کرتا ہے مثلاً بڑے حجم کا مینڈک بڑے حشرات کا شکار کرتا ہے اور چھوٹے حجم کا مینڈک چھوٹے حشرات کا شکار کرتا ہے۔ یہ مردہ حیوانات کو شاذ و نادِر ہی کھاتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب مشکل سے خاص طور سے جاڑے کے موسم میں کوئی حیوان اس کے قریب ہوتا ہے۔

مینڈک جس چیز سے زیادہ ممتاز ہے وہ اس کی لمبی زبان ہے جو اس کے منہ کے اگلے حصے میں مُلتَصِق (چپکی ہوئی) ہوتی ہے۔ جبکہ ہم انسانوں کی زبان منہ کے آخر میں پائی جاتی ہے۔ مینڈک اپنی لمبی زبان کو شکار کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اسطرح کہ یہ اپنی زبان کو شکار کے اردگرد لپیٹ لیتا ہے پھر اسے اپنے منہ کے اندر کھینچ لیتا ہے۔ پھر اسے حلق کے نیچے اتار لیتا ہے۔ یہ اپنی زبان کو پانی پیتے وقت استعمال نہیں کرتا جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں۔ یہ پانی اپنے منہ سے نہیں پیتا ہے بلکہ وہ اپنی جلد کے اوپر سے اسے چوستا ہے۔ مینڈک کی جلد اسے کئی خطروں سے بچاتی ہے۔ مینڈک کو اپنی پیدائش کے پہلے مَراحِل میں شُرغُوف (tadpole) نام دیا جاتا ہے۔ وہ چھوٹے جیلی جیسے طبقے سے بنے ہوئے پانی میں موجود انڈوں سے نکلتا ہے۔ اور مینڈکی ایک مرتبہ میں ہزاروں انڈے دیتی ہے مگر سب زندہ نہیں نکل پاتے ہیں اور جیلی جیسا طبقہ ہی ممتاز ہوتا ہے۔ یہ اپنے شکار کرنے والوں کو دور رکھنے کے لئے ایک انتہائی کریہہ بدبو چھوڑتا ہے۔ پیدائش کے وقت اسکا سر بڑا اور ایک دُم ہوتی ہے۔ اس مرحلے میں وہ مینڈک کے مشابہ نہیں ہوتا ہے اور باوجودیکہ وہ زندگی کے پہلے مرحلے میں ہوتے ہیں مگر وہ تیزی سے تیرنے اور شکاریوں سے بھاگنے پر قادر ہوتے ہیں۔

مینڈک جب پہلی حالت میں ہوتا ہے تو اسکے پچھلے پیر ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد اگلے پیر ظاہر ہوتے ہیں۔ چھ ہفتوں کے بعد اس کا منہ تدریجی شکل میں چوڑا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ دھیرے دھیرے تقریباً ۱۰ ہفتوں میں مینڈک کی آنکھیں ظاہر ہونا شروع ہوتی ہیں اور اس کی دُم سِکُڑنے لگتی ہے جو پہلے انتہائی لمبی ہوتی ہے۔ تدریجی شکل میں آخری مرحلے میں پوری طرح چھپ جاتی ہے اور جب آخری شکل میں اس کے دونوں پھیپھڑے بننا شروع ہو جاتے ہیں اس وقت مینڈک خشکی کی طرف نکلنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ جس دوران تولیدی جوڑے بنتے ہیں تو مادہ، نر کو اپنی پیٹھ پر سوار کئے کسی جوہڑ کے پرسکون کونے میں پھُدَک پھدک کر چلی جاتی ہے پھر عملِ تلقیح (impregnation) تین دن تک چلتا رہتا ہے۔ اور مادہ چار ہزار سے دس ہزار تک انڈے دیتی ہے۔ اور تیس سے چالیس گھنٹوں بعد وہ انڈوں کو چھوڑ دیتی ہے۔ مگر جیسے ہی مادہ کے مقعدی راستے سے انڈے برآمد ہوتے ہیں نَر مینڈک اُن پر اپنا تولیدی مادہ چھڑکتا جاتا ہے۔ اور پھر مینڈک اور مینڈکی اپنے انڈے چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ مینڈک کی کھال نرم ملائم، لیس دار ہوتی ہے اور پاؤں چاقو جیسے ہوتے ہیں۔ مینڈک کی جلد میں زہریلے غدود ہوتے ہیں جن کی رطوبتیں اگر انسانی خوراک میں شامل ہو جائیں تو کھانے والوں کے لئے تکلیف کا باعث بن سکتی ہیں۔ اللہ نے مینڈک کے بچاؤ کے لئے اسے یہی اختیار دے رکھا ہے۔

مینڈک انٹارکٹیکا کے علاوہ تمام برِّاعظموں میں پایا جاتا ہے۔ تقریباً ۱۹۰ ملین سالوں سے مینڈک اس روئے زمین پر مختلف حوادِث کا مقابلہ کئے چلا آرہا ہے۔ سائنس دانوں نے مینڈک کے زہر اور اس کی ماہیت پر تحقیق کی ہے اس میں درد دور کرنے والے اجزاء بھی پائے جاتے ہیں۔ اس زہر سے نشّہ پیدا کئے بغیر درد دور کرنے کی دوا بنالی گئی ہے جو دماغ اور دماغی امراض پر تحقیق اور ان کے علاج میں بہت مفید ثابت ہو رہی ہے۔ سائنس دانوں نے مینڈک کی رال میں زُکام کا

الاسکا کے وُوڈ فراگس (Wood Frogs) شدید سردی میں مکمل جَم جاتے ہیں۔ ایک منجمد ہُوا (frozen) مینڈک غیر معمولی حیاتیاتی ساخت کا نمونہ ہوتا ہے۔ اس کے اندر زندگی کا کوئی نشان نہیں ہوتا۔

مینڈک زلزلہ آنے سے بہت پہلے اس کی آہٹ کو محسوس کر لیتے ہیں

علاج دریافت کرلیا ہے۔ مینڈک ایک چھوٹی سی مخلوق ہے۔ اگر انسان دیکھے تو حقارت سے منہ پھیر لے اور اس کی آواز سن لے تو گھبرا جائے۔ مگر اس مخلوق کی ایک عجیب غریب خصوصیت یہ ہے کہ یہ زلزلہ کے آنے سے بہت پہلے اس کی آہٹ کو محسوس کرلیتے ہیں اور خود کو بچانے کے لئے اپنی پناہ گاہوں سے نکل پڑتے ہیں۔ سُبحان اللہ، اللہ نے اپنا یہ راز اپنی ایک کمزور مخلوق کے اندر ودیعت کردیا ہے جسے بڑے بڑے سائنسداں جو اپنی تجربہ گاہوں میں اس تحقیق مین لگے ہوئے ہیں کہ زلزلے کے آنے کا انکشاف کرسکیں مگر اب تک ناکام ہیں۔ اس کی ایک عجیب وغریب خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ کھائے پیئے بغیر عرصہ دراز تک زندہ رہ سکتا ہے۔ مینڈک ہماری فصلوں کو ضَرَر رَساں حَشَرات سے محفوظ رکھتے ہیں۔ نیز انسان کے علمی اور سائنسی ترقی میں بھی ان کا بڑا زبردست کردار ہے۔ عرصہ دراز سے دنیا بھر کی تحقیقی درسگاہوں میں مینڈک پر قسم قسم کے تجربات ہورہے ہیں۔ مینڈک تجربات کے لئے تمام جانوروں میں سب سے زیادہ موزوں تصور کیا جاتا ہے۔ جَنین کے نُمو اور اس کے نشوونُما کے مسائل سے لے کر جسم میں رطوبتوں کی پیدائش اور عمل دَخل اور جسم کے مختلف حصوں کی کارکردگی، نیز دماغ اور اعصاب کے تعلق اور فعل تک کی تمام تحقیقات زیادہ تر مینڈک ہی پر ہورہی ہیں۔ جس طرح جدید دواؤں پر تجربے کے لئے مینڈک کو استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح تشریح الاعضاء (dissection) کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مینڈک کی تقریباً ۱۰۰۰ انواع ہیں۔

مینڈک کے پھیپھڑے انسان کے مشابہ ہوتے ہیں۔ چھپکلیوں کی ہی طرح مینڈک کے دِل کے تین خانے ہوتے ہیں۔ مینڈک جانوروں کے ایک گروپ سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں جَل تھَلیے (بَر بَحَریے یا سَرد خُون اور ریڑھ کی ہڈی والے (فِقرَئی) جانَور) کہتے ہیں۔ مینڈک اپنی زندگی کو پانی میں انڈوں اور پھر tadpoles (مینڈک کے بچوں) کے طور پر شروع کرتے ہیں اور جب وہ مکمل طور پر نمو پا کر تیار ہوتے ہیں تو وہ زمین پر رہتے ہیں۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ زمین پر 4000 سے زائد مختلف اقسام کے جَل تھَلیے ہیں۔ newt (آبی چھِپکلی یا ریگ ماہی)، salamander اور coecilian سِیسِیلیَن (ناقص آنکھوں اور بغیر ہاتھ پاؤں والا جل تھلی کیڑا) بھی اس جماعت کے رکن ہیں۔ مینڈک poikilothermic (سرد خون جانور) ہوتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے جسم کا درجہ حرارت، ان کے اردگرد موجود ہوا یا پانی کے درجہ حرارت ہی کے مساوی ہوتا ہے۔ ان کا جسمانی درجہ حرارت ماحول کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ جب وہ سردی محسوس کرتے ہیں تو وہ سورج سے حرارت حاصل کرتے ہیں اور جب انہیں بہت گرمی کا احساس ہوتا ہے تو وہ اپنے جسم کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پانی میں چلے جاتے ہیں۔ دنیا بھر میں، اور ہر آب وہوا میں مینڈک، انٹارکٹیکا کے سوا ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ وہ کسی بھی اور ہر تازہ پانی کے قریب پایا جاسکتا ہے، لیکن وہ تالابوں، جھیلوں اور دلدلی علاقوں یا کیچڑ کو ترجیح دیتے ہیں، کیونکہ یہاں پانی بہت تیز نہیں ہوتا ہے۔ مینڈک سمندر یا کسی بھی کھارے پانی میں نہیں رہ سکتے ہیں۔

مینڈک یا ٹوڈ (مینڈک کی ایک قسم) جیسے دوئیلے، سرما اور گرما کا زمانہ حالت نوم میں گزارتے ہیں جسے موسم کی مناسبت سے گرما خوابی یا گرمائی نیند (Aestivation) اور سرما خوابی یا سرمائی نیند (Hibernation) کہا جاتا ہے، یہ دو اقسام کے سونے کے طرز یا نمونے (sleeping patterns) ہیں۔ اس کے لیے وہ نم اور مرطوب جگہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ شمالی ممالک میں موسم سرما کے آغاز پر کچھ اقسام کے مینڈک تالابوں کی تہہ میں موجود گارے اور کیچڑ میں روپوش ہوجاتے ہیں۔ تمام موسم سرمایہ وہاں سوئے رہتے ہیں۔ اس عمل کو سہ ماہی نیند کہتے ہیں۔ شدید سردی میں بھی تالابوں اور جوہڑوں کا پانی مکمل طور پر نہیں جمتا بلکہ سطح کے نیچے اپنی اصل حالت میں ہی رہتا ہے، اس وجہ سے مینڈکوں کو بھی سردی میں جم جانے کا خدشہ نہیں ہوتا۔ مینڈکوں کی آنکھیں اس کے سر کے بالکل اوپر ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ پانی میں چھپے رہنے کے باوجود سطح سے اوپر دیکھ سکتے ہیں، اسی خصوصیت کی بنا پر مینڈک اپنے شکاریوں کے خطرے سے آگاہ رہتے ہیں۔

کچھ مینڈک (الاسکا کے وُوڈ فراگس) شدید سردی میں مکمل جَم جاتے ہیں۔ ایک منجمد ہُوا (frozen) مینڈک غیر معمولی حیاتیاتی ساخت کا نمونہ ہوتا ہے۔ اس کے اندر زندگی کا کوئی نشان نہیں ہوتا۔ اس کے دل کی دھڑکن، نظام تنفس اور نظام گردش خون مکمل طور پر رک جاتے ہیں۔ لیکن جب برف پگھلتی ہے تو یہی مینڈک زندگی کی طرف اس طرح لوٹ آتا ہے کہ گویا گہری نیند سے جاگا ہو۔ عمومی حالات میں اگر کوئی جاندار منجمد ہوجائے تو اس کو کئی مہلک خطرات لاحق ہوتے ہیں لیکن مینڈک ایسے کسی بھی خطرے سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے جسم کے اندر منجمد گی کی حالت میں بڑی مقدار میں گلوکوز پیدا کرنے کی نمایاں خاصیت موجود ہے جس سے ایک ذیابیطس کے مریض کی طرح اس کے خون میں شکر کی مقدار بہت زیادہ ہوجاتی ہے۔ گلوکوز کی یہ حد سے تجاوز کرتی مقدار عام حالات میں مہلک ہوتی ہے لیکن ایک جمے ہوئے مینڈک میں گلوکوز کی بڑھی ہوئی مقدار پانی کو خلیوں کے اندر روک کر سکڑنے سے محفوظ رکھتی ہے۔ مینڈک کے خلیوں کی جھلی گلوکوز کے سرایت کرنے میں خاص طور پر مددگار ہوتی ہے جس کی وجہ سے گلوکوز باآسانی خلیوں تک پہنچ جاتا ہے۔ جسم میں گلوکوز کی بڑھتی ہوئی مقدار نقطہ جمود کو بھی گھٹا دیتی ہے جس کی بدولت جانور کے جسم کا بہت کم اندرونی مائع برف بن پاتا ہے اور اعضائے رئیسہ جَمنے سے محفوظ ہوجاتے ہیں۔ تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ یہ گلوکوز جمے ہوئے خلیوں کی نشوونما بھی کرتا ہے۔ اس تمام عرصے کے دوران جسم کے قدرتی ایندھن کا کردار ادا کرنے کے علاوہ گلوکوز جسم میں کئی تحولی کیفیات مثلاً یوریا کی تالیف کو بھی روک دیتا ہے جس کے ذریعے خلیئے کے اندر موجود نشوونما کے ذرائع کمزور پڑنے سے بچے رہتے ہیں۔

مینڈک قومِ فرعون پر نازل ہونے والے ۹ عذابات میں سے ایک ہے۔ جس عذاب نے ان کا عرصہ حیات تنگ کردیا تھا اور ان کی زندگی جہنم بنادی تھی، ان کے گھر کی ہر بالشت پر مینڈکوں نے اپنا قبضہ جمالیا تھا۔ اور ان کے بستروں، برتنوں، کھانے اور پینے کی چیزوں میں بھر گئے تھے۔ یہ عجیب وغریب مخلوق ہمیں عبادت کے بارے میں کئی اسباق دیتی ہے۔ مینڈک اللہ کے ذکر اور اس کی تسبیح سے نہیں رُکتا۔

سُفیان نے کہا:

انہ لیسَ شیءٌ اَکثَرَ ذِکر اللہ من الضفدع۔

کہ دنیا کی کوئی شئے مینڈک سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والی نہیں ہے۔

اللہ نے مینڈک کا ذکر سورہ اعراف کی ۱۳۳ نمبر کی آیت میں کیا ہے۔ مینڈک کا ذکر صرف ایک ہی جگہ آیا ہے۔

مینڈک کا قتل اور اس کا کھانا جائز نہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا (ابی دائود كِتَاب الطِّبِّ بَاب فِي الْأَدْوِيَةِ الْمَكْرُوهَةِ)

ترجمہ: محمد بن کثیر، سفیان، ابن ابی ذئب، سعید بن خالد، سعید بن مسیب، عبدالرحمن بن عثمان سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مینڈک کو دوا میں ڈالنے کے متعلق دریافت کیا تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس طبیب کو مینڈک کے قتل سے منع فرمایا۔

نھی کی حکمت:

عن عبد الله بن عمرو قال: نهى النبي صلى الله عليه وسلم، عن قتل الضفدع، وقال: «إن نقيقها تسبيح» «لم يرفع هذا الحديث عن شعبة، إلا حجاج، تفرد به: المسيب بن واضح» (المعجم الأوسط للطبراني)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے مینڈک کے قتل سے منع کیا ہے کیونکہ اس کی آواز تسبیح ہے۔

مینڈک کے بارے میں ایک عجیب واقعہ:

قزوینی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ میں موصل میں تھا اور ہمارے دوست نے اپنے باغ میں حوض کے قریب ایک قیام گاہ بنوائی تھی اور میں بھی اپنے دوست کے ساتھ اس باغ میں بیٹھا تھا۔ اس حوض میں مینڈک پیدا ہوگئے تھے جن کی ٹرٹراہٹ گھروالوں کے لئے باعثِ اذیت تھی اور وہ مینڈکوں کے شور کو ختم کرنے سے عاجز آگئے تھے یہاں تک کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ ایک طَشت اوندھا کرکے حوض کے پاس رکھ دو۔ گھروالوں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد سے مینڈکوں کے ٹرٹرانے کی آواز سنائی نہیں دی۔

ایک سوال: جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جارہا تھا تو کیا مینڈک پانی لاکر آگ پر ڈال رہا تھا؟

جواب: یہ بات صرف اور صرف چھپکلی کے بارے میں ملتی ہے کہ یہ اس آگ میں پھونک مار رہی تھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ (المتوفی ۲۵۶) نے کہا:

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، أَوْ ابْنُ سَلاَمٍ عَنْهُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيِّبِ، عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «أَمَرَ بِقَتْلِ الوَزَغِ، وَقَالَ: كَانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ [صحيح البخاری: ۴/۱۴۱ رقم ۳۳۵۹]

اور آگ جو ٹھنڈی ہوئی تھی وہ مینڈک کے پانی ڈالنے کے سبب نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے ٹھنڈی ہوئی تھی اللہ کا ارشاد ہے: {قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ} [الأنبياء: ٦٩]

رہی وہ روایات جن میں ذکر ہے کہ کہ مینڈک ابراہیم علیہ السلام کو بچانے کی کوشش کررہا تھا تو وہ سب کی سب ضعیف مردود ہیں، مثلاً

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ (المتوفی:۲۱۱) نے کہا:

أخبرنا أبو سعيد الشامي عن أبان عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم أمنوا الضفدع فإن صوته الذى تسمعون تسبيح وتقديس وتكبير إن البهائم استأذنت ربها فى أن تطفىء النار عن إبراهيم فأذن للضفادع فتراكبت عليه فأبدلها الله بحر النار الماء [مصنف عبد الرزاق: ۴/ ۴۴۶]

یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے کیونکہ ابوسعید الشامی ہے محدثین نے سخت جرح کی ہے حتی کہ ابن حبان نے کہا: كان يضع الحديث على الثقات [المجروحين لابن حبان: ۲/ ۱۳۱]

■ ■ ■ ■ ■

فلسفے کی مرعوبیت

حافظ محمد شارق

فلسفہ یوں تو ہمارے ہاں ایک مردہ اور بے کار مضمون سمجھا جاتا ہے مگر علم و دانش سے محبت کرنے والوں کے ایک مخصوص طبقے میں یہ علم آج بھی اسی شان کے ساتھ پل رہا ہے، گوکہ اس کی رفتار بڑی دھیمی ہے۔ یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ ہمارے نوجوان بھی فلسفہ جیسے دقیق اور مادی اعتبار سے بے فائدہ علم پڑھنے اور سمجھنے پر رضامند ہیں۔ کسی بھی طالب علم کے بارے میں یہ خبر پہنچے کہ وہ فلسفے کا ذوق رکھتا ہے تو دل مسرتوں کے احساس سے کھِل اُٹھتا ہے کیونکہ میرے نزدیک نوجوانوں کا فلسفہ پڑھنے کی طرف راغب ہونا دنیائے دانش کے لیے نئی وسعتوں کی نوید ہے۔ مگر ان خوش گمانیوں کے باوجود ایک اندیشہ جو ہمیشہ ستائے رکھتا ہے وہ فلسفہ کی مرعوبیت ہے۔

فلسفے کی تاریخ میں طالب علم کے لیے آزادی، حریت فکر، باغیانہ افکار جیسے الفاظ بڑے پرکشش اور رومانویت کے حامل ہوتے ہیں۔ ایک طالب جب نظریات کی خاطر سقراط کی بے لوث قربانی کے بارے میں پڑھتا ہے تو اس کا ذہن فطری طور پر اپنی کلیتِ افکار کو اسی تناظر میں آراستہ کرنا چاہتا ہے۔ معاملہ سقراط جیسے مجاہد اور مشنری فلسفی کا ہو تو بلا تامل قابل قبول ہے، حتیٰ کہ ہم دورِ مدرسیت کے بیشتر فلاسفرز کی فکری بغاوت احترام وعقیدت کے ساتھ قبول کرسکتے ہیں، لیکن وہی طالب علم جب جدید یورپی فلسفیوں کے باغیانہ افکار کو دیکھتا ہے تو وہ اسے بھی شہدائے فلسفہ کے تسلسل میں رکھ کر دیکھتا ہے اور جذباتی طور پر اس سے مرعوب ہوجاتا ہے۔

علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمے میں مرعوب قوموں کی نفسیات بیان کی ہے کہ مرعوب قومیں غالب قوموں کی تقلید خوبیوں میں نہیں بلکہ برائیوں اور خامیوں میں کرتی ہے۔ بعینہ یہی معاملہ فلسفے کے اس طالب علم کے ساتھ اس وقت ہوتا ہے جب اس کا ذہن جدید فلسفے کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے۔ چنانچہ وہ فلسفہ کے مثبت پہلو حریت فکر اور اختراع جو چھوڑ کر لاحاصل تشکیک، بے جا تنقید اور غیرضروری فلسفیانہ موشگافیوں میں الجھ جاتا ہے۔ وہ بدقسمت نوجوان ایک طرف وسیع النظری کے بجائے فلسفے کی ہی چار دیواری میں مقید ہوجاتا ہے تو دوسری جانب وہ اپنے تئیں خود کو آزاد خیال، فلسفی اور نظریات کا باغی بھی گردانتا ہے۔ اگلہ مرحلہ اس سے زیادہ تشویش ناک ہے۔ جدید فلسفہ، جس کی پوری تاریخ مذہب سے منافرت سے عبارت ہے، نوجوان کے ذہن میں پیوست ہونے لگتی ہے اور نام نہاد باغیانہ مزاج اسے متحرک کرتا ہے کہ وہ ذوقِ فلسفہ کے نام پر روایات کی مخالفت اور مذہب پر سب وشتم کرے۔ علمی اعتبار سے قابل فکر بات یہ ہے کہ اس رویے کی بنیاد کسی علم وتحقیق یا غور وفکر پر نہیں بلکہ محض ایک فیشن کے طور پر ہوتی ہے۔

اصل میں نوجوان فلسفہ پڑھتے ہوئے سب سے بڑی غلطی یہی کرتے ہیں کہ وہ فلسفہ سے مرعوب ہوکر اسے سب سے اوپر رکھ کر صداقت کو جانچتے ہیں۔ حالانکہ امر حقیقت یہ ہے کہ دینیات کسی بھی سطح پر فلسفے سے کم نہیں۔ مغربی فلسفے کی بنیادی خامی یہ ہے کہ وہ اپنے علاوہ کسی بھی دوسرے نظام ہائے فکر کے مقدمے کو قابل التفات ہی نہیں سمجھتا، اگر وہ اس کا جائزہ لینا چاہے تو بھی اپنے اصولوں پر لیتا ہے۔ فلسفے سے مرعوب ذہن بھی یہی متعصّبانہ خواہش رکھتا ہے کہ وہ مذہب پر فلسفے کی برتری کو تسلیم کرے جو ظاہر ہے کہ ایک متعصّبانہ منہج ہے۔ فلسفہ اپنی وسعت کے عوض بلاشبہ یہ حق رکھتا ہے کہ وہ مذہبی مقدمات کا جائزہ لے، مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ مذہب فلسفے سے کسی کم تر سطح پر کھڑے ہوکر اپنا پوسٹ مارٹم کروائے۔ مذہب فلسفے کا یہ حق اپنے شرائط پر ہی تسلیم کرتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مذہب فلسفے کی طرح محض سوالات کے تسلسل کا نام نہیں، بلکہ ایک جوابی مقدمہ ہے۔ فلسفہ تحقیق وتجسس کا نام ہے جبکہ مذہب اپنی ترقی یافتہ صورت میں ایک عملی ضابطہ، ایک طرح کی سند (Authority) کا مدعی اور نظامِ فکر ہے۔ فلسفے حقیقت کشائی اور مذہب حقیقت تک رسائی کا نام ہے۔ تمام پہلوؤں سے یہی واضح ہوتا ہے مذہب فلسفے سے بلاشبہ ہر لحاظ سے ارفع واعلیٰ اور مقامِ برتری پر فائز ہے اور فلسفے کی مرعوبیت میں مذہب کا سودا کرنا ایک سنگین فکری خسارہ ہے۔

ماہنامہ ابصار

اداریہ

تعلیم ۔ اعتدال اور افراط وتفریط

حافظ جلال الدین القاسمی

اعتدال اور وسطیت عقلِ سلیم تمام مذاہب کے نزدیک پسندیدہ ہے۔اس کے برعکس افراط و تفریط کو ہمیشہ نا پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔مذہبِ اسلام کی ایک خصوصیت ہے کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں میں اپنے ماننے والوں کو اعتدال کی سخت تاکید کرتا ہے۔اعتدال کواپنانے پر بہت زور دیتا ہے اور افراط تفریط سے بچنے کی سختی سے تاکید کرتا ہے۔لیکن یہ بڑا افسوسناک اَمر ہے کہ مسلمان زندگی کے ہر معاملے میں انتہائی غیر متوازن اور افراط وتفریط کا شکار ہے۔بالخصوص تعلیمی میدان میں یہ بے اعتدالی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔عربی مدارس کا حال یہ ہے کہ وہاں کے طلباء کو علومِ عصریہ سے تقریبا دور رکھا جاتا ہے۔دنیا میں رونما ہونے والے تمام واقعات و حوادث کا مفکرین زیادہ تر انگریزی زبان ہی میں تحریری وتقریری انداز میں اپنے خیالات کا ظہار کرتے ہیں۔اکثر اسلام کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلاتے رہتے ہیں۔مگر عربی مدارس کے طلباء چونکہ عصری علوم سے نابلد ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ان تمام امور سے واقف نہیں ہو پاتے ہیں۔اور نہ اُنہیں ایسے لوگوں کا ترکی بہ ترکی جواب دینا آتا ہے۔دوسری طرف ہمارے عصری علوم کے اسکولوں کا حال یہ ہے کہ خود عصری علوم میں ابتدائی تعلیم پر دھیان نہیں دیا جاتا اس لئے آگے چل کر اونچی جماعتوں میں طلباء خاطر خواہ کامیابیوں سے ہمکنار نہیں ہو پاتے ہیں۔نیز ان عصری اسکولوں میں طلباء کو علومِ دینیہ سے تقریبا کورا رکھا جاتا ہے۔عربی زبان جو قرآن وحدیث کی زبان ہے جس کے بغیر قرآن کے اسرار ومعارف سے واقفیت ناممکن ہے۔اختیاری مضمون کے طور پر اگر کسی اسکول میں عربی زبان رکھی بھی جاتی ہے تو بس سرسری انداز میں اس کو پڑھا دیا جاتا ہے اور طلباء کو ڈھکیل کر پاس کر دیا جاتا ہے اور قصہ ختم! ان اسکولوں سے نکلنے والا کوئی طالب علم اگر ڈاکٹر یا انجینئر بن گیا تو اسے سروں پر بٹھایا جاتا ہے۔اس کے استقبال میں محفلیں سجائی جاتی ہیں۔اور اس کے حق میں تعریفوں کے پُل باندھے جاتے ہیں۔جبکہ اس ڈاکٹر یا انجینئر کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی اور اہم عقائد واعمال سے بھی واقف نہیں ہوتا ہے۔بس وہ پیسہ کمانے کی ایک مشین ہوتا ہے اور لوگ اسی تناظر میں اسکو آنکتے ہیں جبکہ قرآن یہ کہتا ہے کہ جو قرآن کو سمجھے بغیر صرف پڑھنے پر اکتفا کرتا ہے وہ اُمّی (اَن پڑھ) ہے۔اگر اسے قرآن کی زبان سے واقفیت ہوتی تو وہ قرآن پڑھ کر روتا،اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت انگڑائیاں لیتیں اور اس کا دل ایک دردمند دل ہوتا۔وہ ہر کام بغیر نمود ونمائش کے صرف اللہ کی رضا کے لئے کرتا۔اسے معلوم ہوتا کہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے،اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔یہ سوچ اسے معاشرے کا نیک فرد بناتی جو اپنے گھر ،خاندان، محلے، شہر اور دیش کے لئے ایک مفید فرد بنتا ۔اب ہمارے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ہمارے مَدارِس افراط و تفریط سے بچتے ہوئے علومِ دینیہ اور علومِ عصریہ دونوں پر یکساں توجہ دیں اور ایک ایسا خوبصورت نصاب مرتب کریں جس سے ہمارا گوہرِ مقصود حاصل ہو۔صرف انگریزی زبان بول لینا اور اس پر فخر کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔اس باب میں اقدامات کئے جا رہے ہیں۔مگر یہ منظر دیکھ کر بڑی ہنسی آتی ہے کہ علوم عصریہ اور دینیہ کے امتزاج پر بحث کرنے والے علماء کا حال یہ ہے کہ وہ تقریبا عصری علوم سے نابلد ہیں۔وہ نہیں جانتے کہ میتھس کیا ہے؟ کیمسٹری کیا ہے؟ فزکس کیا ہے؟ بائیلوجی کیا ہے؟ جُغرافیہ کیا ہے؟ میں نہیں کہتا کہ ان تمام علوم میں thorough ہوئے بغیر عصری علوم پر گفتگو نہ کرے بلکہ مراد یہ ہے کہ گفتگو کرنے سے پہلے ان تمام علوم کے بارے میں بنیادی واقفیت رکھیں۔اور ہمارے عصری مدارس کے اسکالرس کا حال یہ ہے کہ ان میں سے اکثر عربی زبان اور اس زبان میں موجود بیسیوں زبردست علوم،جیسے علم العقائد،اصولِ فقہ،علم الفرائض،اصولِ حدیث،اصولِ تفسیر،فقہ،منطق،فلسفہ اور عربی ادب وغیرہ سے بالکل ناواقف ہیں۔کانفرنسیں ہو رہی ہیں مگر سب اسی افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ہر جگہ ان کانفرنسوں پر لاکھوں روپئے خرچ ہو رہے ہیں۔مگر نتیجہ نششتند، گفتند، برخاستند کے سوا کچھ نظر نہیں آرہا ہے۔اس بارے میں سب سے بنیادی چیز یہ ہے کہ علومِ عصریہ اور دینیہ دونوں کے امتزاج کو باقاعدہ نرسری سے شروع کیا جائے۔اور ایسے اساتذہ کو مقرر کیا جائے جو بچوں کے ذہن پر غیر ضروری بوجھ نہ ڈالتے ہوئے بچوں کی نفسیات کا خیال رکھتے ہوئے بڑے ہی سَہل انداز میں پڑھائیں۔اس راہ میں جدید تعلیمی ٹکنالوجی سے بھی زبردست استفادے سے گریز نہ کیا جائے۔اس سلسلے میں بغیر کسی کانفرنس کے میں نے ایسے ہی ایک اسکول کا آغاز کر دیا ہے جس میں اللہ کی توفیق،اس کی مدد اور علماء اور اسکالرس کے مفید مشوروں کی ہمیں ضرورت ہے۔

■ ■ ■

منتخب اشعار

یہ کس نے شاخِ گُل لاکر قریبِ آشیاں رکھ دی
کہ میں نے شوقِ گل بوسی میں کانٹوں پہ زباں رکھ دی

کون جانے کہ نئے سال میں تو کس کو پڑھے
تیرا معیار بدلتا ہے نصابوں کی طرح

جلائے بیٹھا ہوں جب سے دیئے منڈیروں پہ
ہر ایک شخص ہوا کی زباں بولتا ہے

خرد کی ہر دلیل پر سوالیہ نشان تھا
جنوں نے جو بھی لکھ دیا وہ حرف معتبر بنا

میکدے کے ادب آداب سبھی جانتے ہیں
جام ٹکرائے تو واعظ نے کہا بسم اللہ

یہ اور بات عدالت ہے بے خبر ورنہ
تمام شہر میں چرچا میرے بیان کا ہے

عرش ملسیانی

لطف ہی لطف ہے جو کچھ ہے عنایت کے سوا
ہے محبت سے سوا جو ہے محبت کے سوا

دوستوں کے کرم خاص سے بچنے کے لیے
کوئی گوشہ نہ ملا گوشۂ عزلت کے سوا

مجھ سے شکوہ بھی جو کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں
کچھ بھی آتا ہی نہیں تجھ کو شکایت کے سوا

آپ کے خط کو میں کس بات کا غماز کہوں
اس میں سب کچھ ہے بس اک حرف محبت کے سوا

جس قدر چاہو گناہوں پہ ہنسو خوب ہنسو
یہ علاج اور بھی ہے اشک ندامت کے سوا

وہ جو کہتے ہیں کہ ہے فہم و فراست ہم سے
ایسے لوگوں میں سبھی کچھ ہے فراست کے سوا

اس نئی بات کو بھی عرشؔ کبھی سوچا ہے
آج کل شعر میں جدت ہے تو جدت کے سوا

جلیل مانک پوری

اس کا جلوہ جو کوئی دیکھنے والا ہوتا
وعدۂ دید قیامت پہ نہ ٹالا ہوتا

بام پر تھے وہ کھڑے لطف دوبالا ہوتا
مجھ کو بھی دل نے اچھل کر جو اچھالا ہوتا

کیسے خوش رنگ ہیں زخم جگر و داغ جگر
ہم دکھاتے جو کوئی دیکھنے والا ہوتا

دل نہ سنبھلا تھا اگر دیکھ کے جلوہ اس کا
تو نے اے درد جگر اٹھ کے سنبھالا ہوتا

تم جو پردے میں سنورتے ہو نتیجہ کیا ہے
لطف جب تھا کہ کوئی دیکھنے والا ہوتا

تم نے ارمان ہمارا نہ نکالا نہ سہی
اپنے خنجر کا تو ارمان نکالا ہوتا

دل کے ہاتھوں نہ ملا چین کسی روز جلیلؔ
ایسے دشمن کو نہ آغوش میں پالا ہوتا

ہوشیار باش

* جو شخص زیادہ دولت اور لمبی عمر کا خواہش مند ہو، اسے چاہیے کہ وہ اپنے رشتے داروں سے تعلقات اچھے رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری، کتاب الادب)
* ان لوگوں کو رائے دیجیے جو بہرے نہیں ہیں ورنہ آپ کا مشورہ ضائع جائے گا۔ شیکسپیئر
* میں اپنے حریفوں پر اس لئے غالب آجاتا ہوں کہ وہ چند لمحوں کو کچھ نہیں سمجھتے جبکہ میں ان کی اہمیت سے بخوبی واقف ہوں۔ نپولین بوناپارٹ
* کامیاب اور ناکام انسان میں جسمانی قوت اور علم کا فرق نہیں ہوتا بلکہ قوت ارادی کا فرق ہوتا ہے۔(یعنی کامیاب انسان جو ارادہ کرتا ہے، اس پر عمل بھی کر لیتا ہے۔) ونس لومبارڈی
* ایسا شخص جس کے پاس علم ہے مگر وہ اس پر عمل نہیں کرتا، کی مثال اس نابینا کی طرح ہے جو چراغ تھامے کھڑا ہو۔ساری دنیا اس کی روشنی سے فائدہ اٹھا رہی ہو مگر وہ خود محروم ہو۔
* کسی شخص کے لئے تھوڑا سا اچھا کام مشکل نہیں ہوتا۔مشکل یہ ہے کہ کوئی شخص ساری عمر اچھے کام کرتا رہے۔

نکاتِ قرآنیہ

اعوذ با اللہ من الشیطن الرجیم

سوال: شیطان مردود سے ہمیں اللہ کی پناہ کیوں لینی چاہیے؟

جواب: المھم ان ابلیس یظلُ یدور حول نقطة الضعف فی الانسان لِیُسقطه فی المعصیه و الاستعاذه باللہ من الشیطن الرجیم یقوی نقطة الضعفِ فیه۔

اہم بات یہ ہے کہ ابلیس دل میں دیوارِ یقین کے اردگرد چکر لگا تا رہتا ہے اور جہاں کہیں اسے کمزور پوائنٹ یا رخنہ نظر آتا ہے اس کے ذریعہ وہ انسان کو معصیت میں گرا دیتا ہے۔اس حال میں انسان کی شیطان مردود سے اللہ کی پناہ، اس کمزور پوائنٹ کو مضبوط کر دیتی ہے اور رخنے کو بھر دیتی ہے۔

متکبرانہ اسٹائل

محمد مبشر نذیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی عرب معاشرت میں اسبال ازار ایک فیشن تھا۔متکبر لوگ بالعموم اپنے تہہ بند کو زمین پر لٹکتا چھوڑ دیتے تھے اور اکڑ کر چلتے تھے جس سے یہ کپڑا گھسٹتا ہوا پیچھے چلتا تھا۔اس ہیئت کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناپسند فرمایا اور اس سے بچنے کا حکم دیا۔
ہر قسم کے متکبرانہ سٹائل سے بچنا دین کا اہم حکم ہے۔چونکہ ہم لوگ دین کے معاملے میں تساہل کا شکار ہو گئے ہیں اس لئے ہمیں یہ تو نظر آتا ہے کہ شلوار ٹخنوں سے کتنے انچ اوپر ہے لیکن حدیث میں دیے گئے حکم کے پیچھے جو مقصد اور روح کارفرما ہے اس پر کوئی دھیان نہیں دیا جاتا۔لباس پہننے، لوگوں سے ملنے، مصافحہ کرنے، گاڑی میں سیٹ پر بیٹھنے، ملازموں اور ماتحتوں سے گفتگو کرنے اور تقریبات میں شرکت کرنے کے معاملات میں بہت سے ایسے اسٹائلز ہماری معاشرت میں موجود ہیں جن میں واضح طور پر تکبر کی جھلک موجود ہوتی ہے لیکن ان کی طرف کسی کی توجہ نہیں جاتی جبکہ ان سے بچنا ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے۔
جو لوگ اپنے علم، دولت یا عہدے میں دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں وہ بالعموم دوسروں کے ساتھ حقارت سے پیش آتے ہیں۔سب سے بڑھ کر جو چیز تکبر کا باعث بنتی ہے وہ دین داری ہے۔دین پر عمل کرنا بذات خود ایک نہایت ہی اعلیٰ چیز ہے لیکن بعض لوگ اپنی دین داری کے زعم میں خود کو اللہ کا پہنچا ہوا بندہ سمجھنے لگتے ہیں اور دوسروں کو گناہ گار قرار دے کر ہر وقت ان کی عیب جوئی میں مبتلا رہتے ہیں۔خود کو نیک اور دوسروں کو گناہ گار سمجھنا تکبر کی بدترین شکل ہے۔دین کا حکم ہے کہ تکبر کے ہر سٹائل سے اجتناب کیا جائے۔

اسلام میں جھوٹ کا مقام

ابو عبیدہ جلال الدین القاسمی
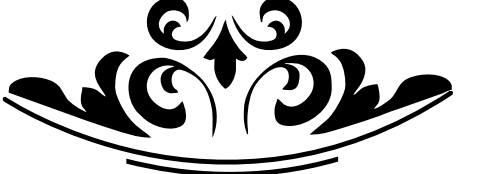
جھوٹ ایک ایسی چیز ہے جس سے رکنے کے لیے شرعی دلیل کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔ عقل سلیم انسان کو اس بے ہودہ چیز سے خود ہی روکتی ہے۔ کون چاہتا ہے کہ معاشرے میں اس پر سے اعتماد اٹھ جائے۔ لوگ اس پر انگشت نمائی کریں بنظرِ غائر دیکھا جائے تو ہر شخص اس دنیا میں کسی نہ کسی کاروبار سے وابستہ ہے اور کاروبار تو نام ہی اعتماد کا ہے۔ تب پھر آج لوگ وقتی ضرورت، عارضی شہرت اور اندھے مستقبل کی خاطر یہ نحوست کیوں مول لیتے ہیں؟ کاروبار ہو یا سیاست کا میدان، کوئی دینی محفِل ہو یا خطابت کا میدان، غرض ہمارے ہاں زندگی کے ہر شعبہ میں نہ صرف کثرت سے جھوٹ بولا جاتا ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہم نے جھوٹ کو اپنی زندگی کا جزو لاینفک بنالیا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک برائی جب کثرت سے کی جاتی ہے تو پھر کرنے والے کی نظر میں وہ برائی نہیں رہ جاتی، اسی کثرت کے باعث یہ برائی اب ہمارے لئے برائی نہیں رہ گئی ہے۔ جھوٹ بولنے والے کو گمان تک نہیں ہوتا، یہ خیال تک ذہن میں نہیں آتا کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہے! ہر معاملے میں باتوں کو چھپانا اور اپنی چھوٹی سی کسی غرض یا مفاد کے لیے جھوٹ پہ جھوٹ بولنا ہمارا وطیرہ بن گیا ہے۔ جو قابل افسوس ہی نہیں، قابل شرم بھی ہے۔ جھوٹ انسان کی ناپاکی وخیانت کی روح کو تقویت دیتا ہے اور ایمان کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو خاموش کر دیتا ہے۔ جھوٹ رشتۂ الفت واتحاد ووفاق کو توڑ دیتا ہے اور معاشرہ میں عداوت ونفاق کے بیج بو دیتا ہے۔ جہاں ہم اپنی زندگی میں نبی کریم ﷺ کے بہت سے فرمودات بھولے ہوئے ہیں وہاں ہم اس فرمان کی بھی روز نفی کرتے ہیں جو جھوٹ سے متعلق ہے۔

ذَٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (30) (سورة الحج:22)

ترجمہ: یہی حکم ہے اور جو کوئی اللہ کی ٹھہرائی ہوئی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کے لیے اس کے پروردگار کے نزدیک بہتر ہے اور چوپائے جانور تمہارے لیے حلال کیے گئے سوائے ان جانوروں کے جن کا حکم تم کو (قرآن میں) سنادیا گیا ہے۔ پس چاہیے کہ بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور بچو جھوٹ بولنے سے۔

جھوٹ اتنا قبیح وشنیع عمل اور اتنا خطرناک گناہ ہے کہ خدائے بزرگ وبرتر نے اس کا ذکر شرک کے ساتھ کیا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جھوٹ سے مکمل طور پر بچیں "زُور" میں ہر قسم کا جھوٹ اور جھوٹی گواہی آجاتی ہیں۔ چونکہ جھوٹ ایک ایسی برائی ہے جو جھوٹے شخص کے اندرونی فساد کی غماز ہوتی ہے، جھوٹ میں اللہ کی مخلوق کے ساتھ دھوکہ اور فریب ہوتا ہے، جھوٹ کفر کا پیش خیمہ اور نفاق کی نشانی ہے اس لئے اسلام نے جھوٹ کو حرام اور شرک کا ہم پلہ قرار دیا ہے۔ زندگی کا اصل مقصد ہی ہدایت یافتہ ہونا ہے، مگر جھوٹ ایسی چیز ہے جس سے ہدایت حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جھوٹ میں اصل پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے، اس لئے جھوٹ سے حقیقت کیسے حاصل ہوسکتی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی جھوٹے کو ہدایت نہ ملنے کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ (28) (سورة غافر:40)

ترجمہ: اور (اس مجلس مشورہ میں) ایک مومن شخص نے جو کہ فرعون کے خاندان سے تھے (اور اب تک) اپنا ایمان پوشیدہ رکھتے تھے کہا کیا تم ایک ایسے شخص کو محض اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے (اس دعوے پر) دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ خود کچھ پیش گوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر (ضرور ہی) پڑے گا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہنچاتا جو اپنی حد سے گزر جانے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔

ایک مقام پر اللہ نے اپنے کلام مجید میں ارشاد فرمایا:

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (سورة الصّف:61)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک بڑی ناپسند بات ہے کہ جو کہو اور اس کو کرو نہیں۔

جھوٹ کی حقیقت کو جو اچھی طرح جان لے گا وہ جھوٹ جیسی قبیح اور زہریلی چیز کو کبھی بھی نہیں اپنائے گا اور سچ کی حقیقت کو جو اچھی طرح سے جان اور پہچان لے گا وہ کبھی سچ کے سوا جھوٹ نہیں بولے گا۔ آج ہر طرف جھوٹ کا بازار گرم ہے۔ آدمی بازار میں جھوٹ بولنا پسند کرتا ہے کیونکہ وہ سوچتا ہے کہ سب تو جھوٹ کے خریدار ہیں، سچ بولنے سے بھلا نہ ہوگا لیکن ایسے وقت جب انسانیت کی قدروں پر سکوت چھایا ہو تو سچ کے اظہار کی قیمت پہلے سے کہیں بڑھ جاتی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے کسی کے بارے میں بُرا گمان کرنے کو، کسی سے متعلق غلط بات سوچ لینے کو، بدگمانی کو بھی جھوٹ کہا ہے۔ دلیل ملاحظہ ہو:

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا (بخاری كِتَاب الْأَدَبِ بَاب مَا يُنْهَى عَنْ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ)

ترجمہ: بشر بن محمد، عبداللہ، معمر، ہمام بن منبہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کہتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ تم بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے (سب سے بڑا جھوٹ ہے) اور نہ کسی کے عیوب کی جستجو کرو (ٹوہ میں مت پڑو) اور نہ ایک دوسرے پر حسد کرو اور نہ غیبت کرو اور نہ بغض رکھو اور اللہ کے بندے بھائی بن کر رہو۔

اسلام میں جھوٹ بہت بڑا عیب اور بدترین گناہ کبیرہ ہے۔ جھوٹ کا مطلب ہے "وہ بات جو واقعہ کے خلاف ہو" یعنی اصل میں وہ بات اس طرح نہیں ہوتی جس طرح بولنے والا اسے بیان کرتا ہے۔ اس طرح وہ دوسروں کو فریب دیتا ہے۔ جو اللہ اور بندوں کے نزدیک بہت برا فعل ہے۔ جھوٹ خواہ زبان سے بولا جائے یا عمل سے ظاہر کیا جائے۔ مذاق کے طور پر ہو یا بچوں کو ڈرانے یا بہلانے کے لئے ہر طرح سے گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔ جھوٹ ام الخبائث (برائیوں کی جڑ) ہے۔ جھوٹ گناہوں کا دروازہ ہے کیونکہ ایک جھوٹ بول کر اسے چھپانے کے لئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ قرآن وحدیث اس میں قبیح عادت کو چھوڑنے کی سختی سے تاکید کی گئی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَمَلُ الْجَنَّةِ قَالَ الصِّدْقُ وَإِذَا صَدَقَ الْعَبْدُ بَرَّ وَإِذَا بَرَّ آمَنَ وَإِذَا آمَنَ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَمَلُ النَّارِ قَالَ الْكَذِبُ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ فَجَرَ وَإِذَا فَجَرَ كَفَرَ وَإِذَا كَفَرَ دَخَلَ يَعْنِي النَّارَ (مُسْنَدُ احمد)

ترجمہ: حضرت ابن عمرو (رض) سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! جنتی عمل کیا ہے؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا سچ بولنا جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیکی کرتا ہے اور جب نیکی کرتا ہے تو ایمان لاتا ہے اور جب ایمان لے آیا تو جنت میں داخل ہو جائے گا پھر اس نے پوچھا یارسول اللہ! جہنمی عمل کیا ہے؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جھوٹ بولنا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو گناہ کرتا ہے اور جب گناہ کرتا ہے تو کفر کرتا ہے اور جب کفر کرتا ہے تو جہنم میں داخل ہو جائے گا۔

جھوٹ بولنے والے کے جھوٹ کی بدبو سے فرشتے بھی دور ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ملاحظہ کریں:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ قَالَ يَحْيَى فَأَقَرَّ بِهِ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ هَارُونَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ جَيِّدٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ هَارُونَ (ترمذی كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاب مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ)

ترجمہ: حضرت ابن عمر (رض) سے روایت ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس (روزہ دار) کی بو کی وجہ سے اس آدمی سے ایک میل تک دور ہو جاتے ہیں یحیی کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ حدیث عبدالرحیم بن ہارون سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا ہاں یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں عبدالرحیم بن ہارون اس میں متفرد ہیں۔

آج مسلمانوں میں بھی پہلے کے مقابلے میں جھوٹ بولنے کی عادت عام ہوگئی ہے۔ جب مسلمان جھوٹ کو زہر ہلاہل سمجھتا تھا تو جھوٹ کے کنارے بھی جانا گوارا نہیں کرتا ہے۔ وہ دنیا والوں کیلئے معزز اور باعزت تھا مگر آج مسلمان جھوٹ کی لعنت میں ایسا مبتلا ہو گیا ہے کہ جو لوگ مسلمانوں میں سچ بولتے ہیں غیر ان پر بھی مشکل سے اعتبار کرتے ہیں۔ کیا ایک مومن کی صفات پر آپ نے غور کیا ہے؟

و حَدَّثَنِي مَالِك عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا فَقَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا فَقَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا فَقَالَ لَا (موطا مالک كِتَاب الْجَامِعِ)

ترجمہ: صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کسی نے پوچھا کہ کیا مومن بودا بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، پھر پوچھا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، پوچھا کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ درج ذیل حدیث پر بھی غور فرمائیں۔

حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ (كِتَاب الصَّوْمِ بَاب مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فِي الصَّوْمِ)

ترجمہ: آدم بن ابی ایاس، ابن ابی ذئب، سعید مقبری اپنے والد سے وہ حضرت ابوہریرہ (رض) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

"جھوٹ" بظاہر ایک چھوٹا سا لفظ ہے لیکن معنوی اعتبار سے "جھوٹ" کے اس لفظ کو دنیا کے کسی بھی معاشرے میں پذیرائی حاصل نہیں۔ یورپی معاشرے میں تو جھوٹ بولنے والے کو انتہائی مطعون قرار دیا گیا ہے۔ اس معاشرے میں سچ بولنے کو انتہائی عزت وتوقیر حاصل ہے۔ بدقسمتی سے جو ہمیں کرنا چاہیے تھا وہ اب یورپ کر رہا ہے۔ بسا اوقات ایک شخص اپنے بھائی کا کوئی کام کر رہا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ کام کچھ حد تک مکمل ہو جاتا ہے مگر بقیہ کام کو تھوڑا زائد وقت درکار ہونے کی وجہ سے وہ دل میں اس کام کو نہ کرنے کی ٹھان لیتا ہے اور ٹرخانے کے لئے اور اسے ٹالنے کے لئے اپنے اس بھائی کو یہ کہہ دیتا ہے کہ یہ کام تو خودکار طور پر یا فلاں سبب سے خود ہو جائے گا جبکہ ایسا نہیں ہے اور وہ اس بات کو جان رہا ہوتا ہے، ایسی جھوٹ بات کو اللہ کے نبی ﷺ نے خیانت سے تعبیر کیا ہے۔

حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ إِمَامُ مَسْجِدِ حِمْصَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ ضُبَارَةَ بْنِ مَالِكٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ (سنن ابی دائود كِتَاب الْأَدَبِ بَاب فِي الْمَعَارِيضِ)

ترجمہ: حیوۃ بن شریح حزرمی، بقیہ بن ولید، ضبارہ بن مالک حضرمی، عبدالرحمن بن جبیر بن نفیل، حضرت سفیان بن اسید الحضرمی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہت بڑی خیانت ہے یہ بات کہ تم اپنے بھائی سے ایسی گفتگو کرو کہ وہ تمہاری اس گفتگو کو سچ خیال کرے اور تم فی الواقع اس گفتگو کے ذریعہ جھوٹ بول رہے ہو۔ یعنی آپ ﷺ نے اسے بڑی خیانت سے تعبیر کیا ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات کہو اور وہ تمہیں اس میں سچا جان رہا ہے اور تم اس سے جھوٹ بول رہے ہوں۔

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ (مُسْنَدُ احمد)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ (رض) سے مروی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا مؤمن کی ہر عادت پر مہر لگائی جاسکتی ہے لیکن خیانت اور جھوٹ پر نہیں۔ یعنی مومن کی طبع میں تمام خصلتیں ہوسکتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ یہ دونوں چیزیں جو ایمان کے خلاف ہیں یہ نہیں ہو سکتیں۔ مومن کو ان سے دور رہنا بہت ضروری ہے۔

کامل مومن کے بارے میں بھی نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی دیکھ لیں:

حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ أُذَيْنٍ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ الْعَبْدُ الْإِيمَانَ كُلَّهُ حَتَّى يَتْرُكَ الْكَذِبَ فِي الْمُزَاحِ وَالْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ صَادِقًا (مُسْنَدُ احمد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ (رض) سے مروی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک مذاق میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ نہ دے اور سچا ہونے کے باوجود جھگڑا ختم نہ کردے۔

یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ پورا مومن نہیں ہوتا، جب تک مذاق میں بھی جھوٹ بولنا نہ چھوڑ دے اور جھگڑا کرنا نہ چھوڑ دے، اگرچہ سچا ہو۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ (سنن ابی دائود كِتَاب الْأَدَبِ بَاب فِي التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ)

ترجمہ: مسدد بن مسرحد، یحیی، حضرت بہز بن حکیم کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے اپنے والد کے واسطہ سے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو گفتگو میں قوم کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے اس کی بربادی ہے اس کی بربادی ہے۔

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْوَاسِطِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ (بخاری كِتَاب الْأَدَبِ بَاب عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ)

ترجمہ: اسحاق، خالد واسطی، جریری، عبدالرحمن بن ابی بکرہ، ابوبکر (رض) کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا، اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے، پھر (سیدھے ہو) بیٹھ گئے اور فرمایا سن لو جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا، سن لو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا، آپ اسی طرح (باربار) فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ آپ خاموش نہ ہوں گے۔ یعنی کاش آپ (صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم) خاموش ہوجاتے۔

جس چیز میں بھی انسان کا ذاتی فائدہ ہوتا ہے اس کو وہ فطری طور سے خیر سمجھتا ہے اور پھر جب وہ اپنے شخصی منافع کو سچ بولنے کی وجہ سے خطرہ میں دیکھتا ہے یا وہ جھوٹ بولنے میں اپنا فائدہ دیکھتا ہے تو جانتے بوجھتے جھوٹ بولتا ہے اور دور دور تک اس کی برائی کا تصور بھی نہیں کرتا کیونکہ سچائی میں شر وفتنہ دیکھتا ہے اور جھوٹ بہرحال ایک شر ہے اور اگر جھوٹ بول کر شر کو دفع کیا گیا تو (یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ جھوٹ نیک ہوگیا بلکہ) اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک زیادہ فاسد چیز کو کم فساد والی چیز کے ذریعہ دور کیا گیا۔ جھوٹ میں کوئی خیر اور بھلائی کا پہلو نہیں ہے۔

حَدَّثَنِي مَالِك عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْذِبُ امْرَأَتِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا خَيْرَ فِي الْكَذِبِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعِدُهَا وَأَقُولُ لَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكَ (موطا امام مالک كِتَاب الْجَامِعِ بَاب مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ)

ترجمہ: صفوان بن سُلیم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اپنی بیوی سے جھوٹ بول سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ میں کوئی خیر (بھلائی) نہیں۔ اس نے عرض کیا۔ کیا اپنی بیوی سے وعدہ کرلوں اور کہہ دوں (کہ فلاں کام کروں گا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں مجھ پر حرج نہیں (اس میں کچھ گناہ نہیں)۔

سیاستداں جو اہم مسائل کو بگاڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں، خود غرض لوگ جو بڑے آدمیوں اور بلند کردار عورتوں کے خلاف تہمتوں کے بازار گرم کر دیتے ہیں، یہ سب کے سب بڑے بھیانک جرم کے مرتکب ہورہے ہیں، حاکموں کا اپنی رعایا سے جھوٹے دعوے کرنا بھی اسی فہرست میں آتا ہے۔ ان حکمرانوں کے جھوٹ کی تصدیق اور ظلم پر مدد کرنے والا جام کوثر سے محروم ہوگا۔

أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ فَقَالَ إِنَّهُ سَتَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ مَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ (سُنن النسائی كِتَاب الْبَيْعَةِ ذِكْرُ الْوَعِيدِ لِمَنْ أَعَانَ أَمِيرًا عَلَى الظُّلْمِ)

ترجمہ: عمرو بن علی، یحییٰ، سفیان، ابوحصین، شعبی، عاصم عدوی، کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور ہم نو اشخاص تھے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا دیکھو میرے بعد حکمراں ہوں گے، حکام ہوں گے، جو شخص ان کی جھوٹی بات کو سچ کہے (خوشامد اور چاپلوسی کی وجہ سے اور حق کو باطل قرار دے، جھوٹ پر بھی ان کی تصدیق کرے) اور ظلم وزیادتی کرنے میں اس کی مدد کرے تو وہ مجھ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا نہ میں ان سے کچھ تعلق رکھتا ہوں وہ قیامت کے دن میرے حوض (یعنی حوض کوثر) پر بھی نہ آئے گا اور جو شخص ان کے جھوٹ کو سچ نہ کہے (بلکہ اس طرح کہے جھوٹ ہے یا خاموش رہے اور ظلم کرنے میں ان کی مدد نہ کرے تو وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں اور یہی لوگ ہیں جو حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ ح و حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا وَعَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا (سنن ابی دائود كِتَاب الْأَدَبِ بَاب فِي التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ)

ترجمہ: ابوبکر بن ابوشیبہ، وکیع، اعمش، مسدد، عبداللہ بن داؤد، اعمش، ابووائل، حضرت عبداللہ (رض) کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ جھوٹ فسق وبرائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور برائی وفجور جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور بیشک آدمی جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ بولتے بولتے جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے اللہ کے یہاں اور تم پر سچ بولنا لازم ہے کیونکہ سچائی نیکی کی راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بیشک آدمی سچ بولتا ہے اور اس کی سچائی جاری رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک سچا لکھ لیا جاتا ہے۔

تجارت کے معاملے میں جھوٹ کا حکم بھی ملاحظہ کریں۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ رَفَعَهُ إِلَى حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتَّى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا (بخاری كِتَاب الْبُيُوعِ بَاب إِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا)

سلیمان بن حرب، شعبہ، قتادہ، صالح، ابوالخلیل، عبداللہ بن حارث حکیم بن حزام روایت کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ بیچنے والے اور خریدنے والے کو اختیار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں (الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتَّى يَتَفَرَّقَا) کہا اگر دونوں سچ بولیں اور صاف صاف بیان کریں تو ان دونوں کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر دونوں نے چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان دونوں کی بیع کی برکت ختم کردی جائے گی۔

قرضدار شخص کے جھوٹ کا معاملہ بھی پیش نظر رکھئے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ الْمَغْرَمِ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ (بخاری كِتَاب فِي الِاسْتِقْرَاضِ وَأَدَاءِ الدُّيُونِ وَالْحَجْرِ وَالتَّفْلِيسِ بَاب مَنْ اسْتَعَاذَ مِنْ الدَّيْنِ)

ترجمہ: ابوالیمان، شعیب، زہری، دوسری سند اسماعیل، برادر اسماعیل (عبدالحمید) سلیمان، محمد بن ابی عتیق، ابن شہاب عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ (رض) نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نماز میں دعا مانگتے تو فرماتے، اے اللہ میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں، کسی کہنے والے نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا بات ہے، کہ آپ قرض سے اکثر پناہ مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ آدمی جب قرضدار ہوتا ہے تو بات کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔

منافق کی چار خصلتوں میں سے ایک خصلت «جھوٹ» بھی ہے۔ نفاق پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اب بھی کئی کمیونسٹ، سیکولر، ڈیموکریٹ دل سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے، صرف مسلمان معاشرے میں اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے مسلمان ہونے کا دعوی کرتے رہتے ہیں۔ ان سے متعلق حدیث اس طرح ہے۔

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا أَوْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ أَرْبَعَةٍ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (بخاری كِتَاب الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ بَاب إِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)

ترجمہ: بشیر بن خالد، محمد، شعبہ، سلیمان، عبداللہ بن مرہ، مسروق عبداللہ بن عمرو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جس شخص میں چار باتیں ہوں گی، وہ منافق ہوگا جس شخص میں ان چاروں میں سے کوئی خصلت ہوگی، تو اس میں نفاق کی خصلت ہوگی، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے، جب وہ گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب معاہدہ کرے تو بے وفائی کرے اور جب جھگڑا کرے تو بدزبانی (گالی گلوچ) کرے۔

اس حدیث کے تناظر میں دو باتیں پتہ چلتی ہیں کہ ایک اعتقادی نفاق ہوتا ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک شخص کا ایمان ہی نہیں صرف زبانی کلمہ پڑھا ہے، لوگ اسے مسلمان سمجھ رہے ہیں حالانکہ وہ دل سے مسلمان ہی نہیں، یہ نفاق اکبر ہے۔ دوسرا عملی نفاق ہے کہ انسان ظاہر یہ کرے کہ وہ اچھے عمل کا مالک ہے مگر حقیقت میں اچھے عمل والا نہ ہو۔ اس نفاق کی بنیادی چیزیں اس حدیث میں ذکر کی گئی ہیں کہ جب یہ تمام جمع ہوجائیں تو مکمل سرے سے ہی فاسد ہوجاتا ہے یعنی بات کرتے وقت ظاہر یہ کررہا ہے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے حالانکہ اس کا باطن اس کے خلاف ہے اور وہ خلاف واقع بات کررہا ہے۔ ظاہر اس کا یہ ہے کہ لوگ اسے امین سمجھ رہے ہیں، حالانکہ حقیقت میں وہ امین نہیں ہے۔ وعدہ کرتے ہوئے اسے پورا کرنے کا تاثر دے رہا ہے، مگر نیت پورا کرنے کی نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث میں عملی نفاق کی علامات ذکر کی گئی ہیں اور اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ فرمایا جس میں ایک علامت ہوگی، اس میں نفاق کی ایک علامت ہوگی اور سب ہوں گی تو خالص منافق ہوگا۔ اعتقادی نفاق والے میں یہ درجہ بندی نہیں ہوتی تو وہ اللہ کے ہاں سرے سے ہی کافر ہے۔ یہ گناہ اس کی عادت بن جائیں روزمرہ کا وتیرہ ہی یہ ہو تو وہ منافق ہے۔ جب یہ علامتیں پوری جمع ہوجائیں تو اس کی عادت ہر بات میں جھوٹ کی ہوجائے، کوئی وعدہ پورا نہ کرے، کسی امانت میں امین نہ رہے تو صرف عملی ہی نہیں اعتقادی منافق بھی ہوگا کیونکہ بات کرنے اور وعدہ کرنے میں ایمان کا اقرار بھی شامل ہے، اس میں بھی جھوٹ بولے تو یہ صرف عملی منافق کیسے رہا، جھوٹ تو اہل ایمان کا شیوہ ہی نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام سے متعلق جھوٹ کا معاملہ درج ذیل حدیث کی روشنی میں بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ الرُّعَيْنِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَوْلُهُ {إِنِّي سَقِيمٌ} وَقَوْلُهُ {بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا} وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنْ الْجَبَابِرَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ هَا هُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا فَقَالَ مَنْ هَذِهِ قَالَ أُخْتِي فَأَتَى سَارَةَ قَالَ يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرَكِ وَإِنَّ هَذَا سَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِي فَلَا تُكَذِّبِينِي فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهِ فَأُخِذَ فَقَالَ ادْعِي اللَّهَ لِي وَلَا أَضُرُّكِ فَدَعَتْ اللَّهَ فَأُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَأُخِذَ مِثْلَهَا أَوْ أَشَدَّ فَقَالَ ادْعِي اللَّهَ لِي وَلَا أَضُرُّكِ فَدَعَتْ فَأُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهِ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَمْ تَأْتُونِي بِإِنْسَانٍ إِنَّمَا أَتَيْتُمُونِي بِشَيْطَانٍ فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَأَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ مَهْيَا قَالَتْ رَدَّ اللَّهُ كَيْدَ الْكَافِرِ أَوْ الْفَاجِرِ فِي نَحْرِهِ وَأَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ تِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ (بخاری كِتَاب أَحَادِيثِ الْأَنْبِيَاءِ)

محمد بن محبوب حماد بن زید ایوب محمد حضرت ابوہریرہ (رض) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم (علیہ السلام) نے صرف تین مرتبہ (ظاہری) جھوٹ بولا ہے دو تو اللہ کے واسطے ان کا یہ قول کہ میں بیمار ہوں اور یہ تو ان کے بڑے بت نے کیا ہے۔ (یہ تو اللہ کے لئے ہو) اور ایک اپنے لئے یہ کہ) فرمایا ایک دن ابراہیم (علیہ السلام) اور (ان کی زوجہ) سارہ جا رہے تھے کہ ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں سے گزرے کسی نے بادشاہ سے کہہ دیا کہ یہاں ایک ایسا شخص آیا ہے جس کے ساتھ بے انتہا خوبصورت عورت ہے اس ظالم نے ان کے پاس آدمی بھیج کر سارہ کے متعلق پوچھا یہ کون ہے؟ تو ابراہیم نے کہہ دیا میری (دینی) بہن ہے پھر ابراہیم سارہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے سارہ روئے زمین پر میرے اور تیرے علاوہ کوئی مومن نہیں اس ظالم نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہہ دیا یہ میری بہن ہے لہذا مجھے جھوٹا نہ کرنا اس ظالم نے سارہ کو بلوا بھیجا جب سارہ اس کے پاس پہنچیں تو وہ ان کی طرف ہاتھ بڑھانے لگا فوراً منجانب اللہ اس کی گرفت ہوگئی (اس نے سارہ سے) کہا میرے لئے اللہ سے دعا کرو میں تمہیں کچھ ضرر نہ پہنچاؤں گا انہوں نے دعا کی تو وہ اچھا ہوگیا پھر دوسری مرتبہ اس نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا، پھر اسی طرح پکڑ لیا گیا بلکہ اس سے بھی سخت پھر اس نے کہا میرے لئے اللہ سے دعا کرو، میں تمہیں بالکل ضرر نہ پہنچاؤں گا انہوں نے دعا کی تو وہ اچھا ہوگیا، پھر اس نے اپنے کسی دربان کو بلا کر کہا کہ تم میرے پاس انسان کو نہیں لائے بلکہ شیطان کو لائے ہو پھر اس نے سارہ کی خدمت کے لئے ہاجرہ کو دے دیا سارہ ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں تو وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے پوچھا کیا ہوا؟ سارہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کا فریب اسی کے سینہ میں لوٹا دیا اور ہاجرہ کو خدمت کے لئے دیا ابوہریرہ (رض) کہتے تھے کہ اے ماء سماء کے بیٹو! یہی تمہاری ماں ہے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام) نے (حقیقتاً کبھی جھوٹ نہیں بولا البتہ) تین مرتبہ کے سوا کبھی (ظاہری طور پر بھی) جھوٹ نہیں بولا (اور اس ظاہری جھوٹ کو توریہ کہتے ہیں جس کے جواز میں قطعاً شبہ نہیں بالخصوص مواضع حاجت میں)۔

جھوٹ کی مذمت میں چند احادیث درج ذیل ہیں جنہیں اختصار میں یہاں نقل کیا جا رہا ہے:

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے کہ میری والدہ نے مجھے بلایا کہ میرے پاس آؤ تمہیں کچھ دوں گی۔ آپ نے فرمایا کیا چیز دینے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کھجوریں دوں گی تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر تو کچھ نہ دیتی تو یہ تیرے ذمہ جھوٹ لکھا جاتا۔

ایک حدیث پاک میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجارت کرنے والے فاجر ہوتے ہیں۔ مراد یہ کہ عموماً ایسے ہوتے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ کیسے؟ کیا بیع حرام ہے؟ فرمایا: نہیں حرام تو نہیں، بلکہ حلال ہے لیکن یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور گنہگار ہوتے چلے جاتے ہیں اور بات بات پر غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی ایک سچائی کا لفظ منہ سے نکالتا ہے اور اس کی قدر وقیمت نہیں جانتا تو اس کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت تک کی رضامندی لکھ دیتا ہے۔ ایک آدمی جھوٹ لفظ منہ سے نکالتا ہے اور اس کی حقیقت کو نہیں جانتا تو اس کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے لئے ملاقات کے دن تک کے لئے ناراضگی لکھ دیتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یوں دعا کرتے ہوئے دیکھا کہ اے اللہ! میرے دل کو نفاق اور نفس کو برائی سے اور زبان کو جھوٹ سے محفوظ رکھ۔ نبی مکرم ﷺ کا ارشاد عالی ہے: اگر تم میری چھ باتوں پر عمل کرلو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ: وہ کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ایک یہ کہ جب بات کرو تو جھوٹ نہ بولو۔ دوسری یہ کہ وعدہ کرو تو وعدہ خلافی نہ کرو۔ تیسری یہ کہ امانت میں خیانت نہ کرو۔ چوتھی یہ کہ بری نگاہ سے کسی کو نہ دیکھو۔ پانچویں یہ کہ کسی کو تکلیف نہ دو۔ چھٹی یہ کہ شرمگاہ کی حفاظت کرو۔

صرف تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے:

1- جنگ کی صورت میں، کیونکہ یہاں اپنے مقابل کو دھوکا دینا جائز ہے۔ اسی طرح ظالم ظلم کرنا چاہتا ہو تو اس کے ظلم سے بچنے کے لئے بھی جائز ہے۔

2- یہ کہ دو مسلمانوں میں اختلاف ہے اور یہ ان میں صلح کرانا چاہتا ہے مثلاً ایک کے سامنے یہ کہہ دے کہ وہ تمہیں اچھا جانتا ہے اور تمہاری تعریف کرتا تھا اس نے تمہیں سلام کہلا بھیجا ہے اور دوسرے کے سامنے بھی اسی قسم کی باتیں کرے تاکہ دونوں میں عداوت کم ہوجائے اور صلح ہوجائے۔

3- یہ کہ مرد اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے کوئی بات خلاف واقع کہہ دے۔

جب جھوٹ انسان کی دنیوی انفرادی زندگی میں اس قدر تباہ کن ہے تو اندازہ لگایئے کہ دین کے معاملے میں جھوٹ کس قدر خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔

(بقیہ اگلے شمارے میں)

نئے عیسوی سال کی آمد اور قابل توجہ چند امور

مقبول احمد سلفی
اسلامک دعوۃ سنٹر، شمالی طائف
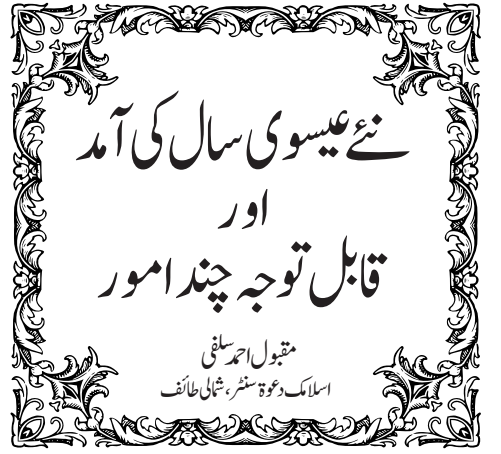
ہر قوم اپنے کلینڈر کے حساب سے نئے سال کے پہلے دن کی بڑی اہمیت دیتی ہے اور اس دن کو بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ نیا اور پہلا دن بھی دوسرے ایام سے کچھ الگ نہیں ہوتا۔ ایسا نہیں ہے کہ نئے سال کے پہلے دن میں صرف خوشی ہی خوشی ہوتی ہے۔ دیکھا جاتا ہے غم میں ڈوبے لوگ آج بھی غمگین ہی ہوتے ہیں۔ نئے سال پہ بھی لوگوں کو موت آتی ہے۔ ایکسڈنٹ ہوتا ہے۔ مصائب ومشکلات پیش آتے ہیں پھر آج کے دن خوشی کے طور پہ منانے کا سبب ومحرک کیا ہے؟ اس کے جواب سے قطع نظر نئے عیسوی سال کی آمد پہ برصغیر میں عجیب قسم کا ماحول پایا جاتا ہے، اس ماحول کو ہم اسلامی تناظر میں دیکھتے ہیں تا کہ اس بات کا اندازہ لگا سکیں کہ ہمیں نئے سال کی مناسبت سے کیا کرنا چاہئے یا کیا نہیں کرنا چاہئے؟

(۱) نیا سال اور HappyNewYear:

پہلی جنوری کی آمد سے کئی دن پہلے سے میسیج، کارڈ اور زبانی طور پہ ہیپی نیو ایئر (Happy New Year) کے کلمات جاری وساری ہو جاتے ہیں۔ الحمد للہ عیسوی سال سے ہٹ کر مسلمانوں کا اپنا عربی کلینڈر پایا جاتا ہے اور یہ قمری رعربی کلینڈر صحابہ کرام کے زمانہ سے ہی پایا جاتا ہے، ان کی زندگی میں بھی نیا ہجری سال آیا مگر انہوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد نہیں دی جو اس بات کی دلیل ہے کہ نئے سال کی مبارکبادی دینا خلاف سنت ہے۔ لہذا کسی مسلمان کے لئے روا نہیں کہ کسی کو ہیپی نیو ایئر کا کارڈ بھیجے، یا میسیج لکھ کر ہیپی نیو ایئر کی مبارکباد دے یا زبان سے کسی کو ہیپی نیو ایئر کہے۔

(۲) نیا سال اور Picnic:

پہلی جنوری کو لوگ گاؤں رشہر سے نکل کر صحراء وجنگل میں جا کر مشترکہ دعوت کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس میں کھانے پینے کے ساتھ شراب نوشی، آتش بازی اور رقص وسرود کی محفل قائم کی جاتی ہے۔ نیز مغربی تہذیب کی نقالی کرتے ہوئے مرد کے ساتھ نوجوان لڑکیاں بھی اس پکنک میں شامل ہوتی ہیں۔ پکنک دراصل موج مستی کا دوسرا نام ہے۔ اس میں پائے جانے والے امور اسلام مخالف ہیں۔ اس موقع سے میں تمام مسلمان مرد وخواتین کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس قسم کی دعوت اور پکنک سے پرہیز کریں۔ خصوصا گھر کے ذمہ دران سے التماس کرتا ہوں کہ اپنی اولاد کو پکنک میں شرکت کی اجازت نہ دیں۔

(۳) نیا سال اور آتش بازی:

نئے سال کی آمد پہ آتش بازی کا بڑا ہولناک منظر دیکھنے کو ملتا ہے۔ گھر پہ، گلی میں، چوراہوں پہ، محفلوں میں اور عام گذرگاہوں پہ اس قدر آتش بازی کی جاتی ہے کہ اس سے جا بجا حادثات واقع ہوتے ہیں۔ اس آتش بازی میں مسلمانوں کو دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے کہ دین محمدی کے نام لیوا کفار کی نقالی میں شانہ بشانہ کیونکر؟

آتش بازی میں فضول خرچی، جانی ومالی نقصان کا پہلو اور کفار کی مشابہت پائی جاتی ہے جو نئے سال کی مناسبت سے ہی نہیں بلکہ ہر مناسبت سے یہ حرام ہے۔

(۴) نیا سال اور توھمات:

نئے سال کے تعلق سے بہت ساری توہمات پائی جاتی ہیں۔ کچھ کا تعلق تو رسم ورواج سے مگر کچھ توہمات سیدھے عقائد سے ٹکراتے ہیں۔ اور تقریبا ہر ملک میں عجیب وغریب قسم کی روایات پائی جاتی ہے۔ ہندوستان تو عجائبات کے لئے ویسے بھی دنیا بھر میں مشہور ومعروف ہے۔

کہیں نئے سال کی آمد پہ گھر کے پرانے فرنیچر کو نکال کر نئے فرنیچر کا اضافہ کیا جاتا ہے تو کہیں پرانے سامان سے بدفالی لی جاتی ہے اور اسے پھینک کر نیا سامان لایا جاتا ہے۔ کہیں کچڑا گھر سے نکالنا بدقسمتی نکالنے کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ تو کہیں پہ سکہ اچھال کر قسمتوں کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اسلام میں اس قسم کی روایات وتوہمات اور بدفالی کی کوئی گنجائش نہیں۔

نئے سال پہ ہم کیا کریں؟

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم نئے سال کی آمد پہ مذکورہ بالا امور انجام نہیں دیں تو پھر ہمیں نئے سال کی آمد پہ کیا کرنا چاہئے؟

اس سوال کے تعلق سے میں سب پہلے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کا نیا سال عیسوی نہیں ہجری ہے ـ گویا ہمیں پہلی جنوری سے کوئی سروکار نہیں اگر سروکار ہے تو اسلامی سال ہے۔

اسلام میں نئے سال کی آمد محرم الحرام سے ہوتی ہے۔ اور محرم چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے۔

ہمیں محرم کی آمد پہ سب سے پہلے یہ فکر کرنا ہے کہ یہ دنیا فانی ہے ، یہاں کی ہر شئی فانی ہے، ہمیں بھی ایک نہ ایک دن یہاں سے جانا ہے۔ اس تصور سے ہمارے اندر یہ احساس جاگزیں ہوگا کہ ہم نے زندگی کا ایک قیمتی سال کھو دیا۔ ساتھ ساتھ یہ محاسبہ بھی کرنا ہے کہ گذشتہ مہینوں میں ہم سے کیا خطا ہوئی، کیا گناہ سرزد ہوئے اور کون سا نیک کام ہم نے سوچا اور نہیں کر سکا۔

اس محاسبہ کے ساتھ آئندہ سال کے لئے نیکی کی راہ چلنے کے لئے مکمل منصوبہ بندی کریں۔ اگر ہم نے نیکی کی راہ چلنے کے لئے کوئی ٹھوس لائحہ عمل تیار نہ کیا تو ایک ایک سال یونہی ہماری عمر سے کم ہوتا چلا جائے گا اور دامن میں برائی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اور جب عمر تمام کر کے خالق حقیقی سے ملیں گے تو کف افسوس ملنا پڑے گا۔ قبل اس کے کہ افسوس کرنا پڑے اپنا دامن نیکیوں سے بھر لیتے ہیں۔

ہاں عزم واستقلال پیدا کرنے کے لئے، زندگی کی نئی شروعات کرنے کے لئے، برائی کا خاتمہ کرنے اور اچھائی کی ترویج کے لئے نئے عیسوی سال سے سبق ملتا ہے تو کوئی بات نہیں۔ آیئے پہلی جنوری کو عہد کرتے ہیں کہ پہلے جو ہوا سو ہوا اب آئندہ نیک عمل کرنے کا عزم مصمم کرتے ہیں، برائی سے بچنے اور اس کو دنیا سے مٹانے کا پختہ ادارہ کرتے ہیں، نئے سال کا آغاز اللہ کی عبادت سے کرتے ہیں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالی ہمشہ اپنی عبادت کی توفیق دے اور شرک وبدعت سے توبہ کرتے ہیں اور لوگوں کو اس گناہ عظیم سے بچانے کا عہد بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالی کی توفیق ہو تو کوئی کام مشکل نہیں ہے اس لئے اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور عاجزی سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں سال بھر بلکہ زندگی بھر اعمال صالحہ انجام دینا اور برائی سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین، ثمّ آمین۔

مجھے ایک بھائی نے مولانا یونس پالنپوری کی مرتب اردو کتاب " بکھرے موتی" کا ایک اقتباس بھیجا ہے تا کہ وہ اس کی حقیقت جان سکیں ۔ وہ اقتباس اس طرح ہے۔

"جنت میں سب کچھ ہوگا مگر چھ چیزیں نہ ہوں گی۔ موت نہ ہوگی، نیند نہ ہوگی، حسد نہ ہوگا، نجاست نہ ہوگی، بڑھاپا نہ ہوگا، داڑھی نہ ہوگی بلکہ بغیر داڑھی کے جوان ہوں گے۔" (حوالہ بکھرے موتی جلد چہارم صفحہ 65)

آیئے اس اقتباس میں جو چھ باتیں لکھی گئی ہیں ان کی حقیقت کا جائزہ لیتے ہیں۔

پہلی چیز: جنت میں موت نہ ہوگی۔

چنانچہ یہ بات صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جنت میں موت نہیں ہوگی۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

النومُ أخو الموتِ، ولا يموتُ أهلُ الجنَّةِ (صحيح الجامع: 6808)

ترجمہ: نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت کو موت نہیں آئے گی۔

یہ بات صحیحین کی روایت سے بھی ثابت ہے، بخاری شریف کی حدیث دیکھیں:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ جِيءَ بِالْمَوْتِ حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ(صحيح البخاري: 6548)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور اہل دوزخ دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا اور اسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمہیں اب موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو! تمہیں بھی اب موت نہیں آئے گی۔ اس بات سے جنتی اور زیادہ خوش ہو جائیں گے اور جہنمی اور زیادہ غمگین ہو جائیں گے۔

دوسری چیز: جنت میں نیند نہ ہوگی۔ یہ بات بھی متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے، الجامع کی مذکورہ روایت بھی اس کی دلیل ہے کیونکہ نیند کو موت کا بھائی کہا ہے تو دونوں کا یکساں حکم ہوگا۔ دوسری احادیث میں واضح الفاظ بھی آئے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :النَّوْمُ أَخُو الْمَوْتِ ، وَلا يَنَامُ أَهْلُ الْجَنَّةِ ـ الجم الأوسط للطبراني

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت نہیں سوئیں گے۔

اس حدیث کو شیخ البانی نے مجموعی طرق کے اعتبار سے صحیح کہا ہے۔ (السلسلہ الصحیحۃ: 1087)

مشکوۃ میں بھی یہ روایت آئی ہے، حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے:

سأل رجلٌ رسولَ اللَّهِ - صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ - : أينامُ أهلُ الجنةِ ؟ ! قال : النومُ أخو الموتِ، ولا يموتُ أهلُ الجنةِ .(مشكوة)

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ جنت والے سوئیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت نہیں سوئیں گے۔

اس حدیث کی سند کو شیخ البانی نے ضعیف کہا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس کے متعدد طرق ہیں بعض طریق صحیح ہے۔ (تخریج مشکاۃ المصابیح:5579)

تیسری چیز: جنت میں حسد نہ ہوگا۔ یہ بات بھی قرآن وحدیث کے نصوص سے ثابت ہے کہ اہل جنت کے دلوں میں دنیاوی بغض وحسد نہ ہوگا اللہ تعالی اسے ان کے سینوں سے نکال پھینکے گا۔ اللہ کا فرمان ہے:

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ (الحجر: 47)

ترجمہ: ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش وکینہ تھا ہم سب کچھ نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔

چوتھی چیز: جنت میں نجاست نہیں ہوگی۔ یہ بات بھی بالکل صحیح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کے اندر ایک باب باندھا ہے «**بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ**» (باب: جنت کا بیان اور یہ بیان کہ جنت پیدا ہو چکی ہے) اس باب کے تحت یہ حدیث درج کرتے ہیں جو جنت میں پیشاب و پاخانہ اور کسی قسم کی نجاست نہ ہونے کی دلیل ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الجَنَّةَ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ، لاَ يَبْصُقُونَ فِيهَا، وَلاَ يَمْتَخِطُونَ، وَلاَ يَتَغَوَّطُونَ، آنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ، أَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وَمَجَامِرُهُمُ الأَلُوَّةُ، وَرَشْحُهُمُ المِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الحُسْنِ، لاَ اخْتِلاَفَ بَيْنَهُمْ وَلاَ تَبَاغُضَ، قُلُوبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ، يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا(صحيح البخاري:3245)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت میں داخل ہونے والے سب سے پہلے گروہ کے چہرے ایسے روشن ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند روشن ہوتا ہے۔ نہ اس میں تھوکیں گے نہ ان کی ناک سے کوئی آلائش آئے گی اور نہ پیشاب، پائخانہ کریں گے۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے۔ کنگھے سونے چاندی کے ہوں گے۔ انگیٹھیوں کا ایندھن عود کا ہوگا۔ پسینہ مشک جیسا خوشبودار ہوگا اور ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی۔ جن کا حسن ایسا ہوگا کہ پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گی۔ نہ جنتیوں میں آپس میں کوئی اختلاف ہوگا اور نہ بغض وعناد، ان کے دل ایک ہوں گے اور وہ صبح وشام اللہ پاک کی تسبیح وتہلیل میں مشغول رہا کریں گے۔

پانچویں چیز: جنت میں بڑھاپا نہیں ہوگا کیونکہ سبھی کو تیس یا تینتیس سال کا کڑیل جوان کر کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يدخلُ أهلُ الجنَّةِ الجنَّةَ جُردًا مُردًا مُكَحَّلينَ أبناءَ ثلاثينَ ، أو ثَلاثٍ وثلاثينَ سنةً(صحيح الترمذي: 2545)

ترجمہ: جنتی جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان کے جسم پر بال نہیں ہوں گے، وہ امرد ہوں گے، سرمگیں آنکھوں والے ہوں گے اور تیس یا تینتیس سال کے ہوں گے۔

اسی طرح یہ روایت بھی دیکھیں:

أن امرأة عجوزا جاءته تقول له: يا رسول الله ادع الله لي أن يدخلني الجنة فقال لها: يا أم فلان إن الجنة لا يدخلها عجوز وانزعجت المرأة وبكت ظنا منها أنها لن تدخل الجنة فلما رأى ذلك منها بين لها غرضه أن العجوز لن تدخل الجنة عجوزا بل ينشئها الله خلقا آخر فتدخلها شابة بكرا وتلا عليها قول الله تعالى: { إن أنشأناهن إنشاء فجعلناهن أبكارا عربا أترابا }.)السلسلة الصحيحة:2987)

ترجمہ: :ایک بڑھیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ نے فرمایا: اے فلاں کی ماں جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہیں ہوگی (راوی) بیان کرتے ہیں کہ (یہ جواب سن کر بڑھیا) مونہہ پھیر کر جاتے ہوئے رونے لگی یہ گمان کر کے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتی۔ جب آپ نے انہیں دیکھا تو بیان کرنے کا مقصد واضح کیا کہ کوئی عورت بڑھیا ہونے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوگی بلکہ اسے دوسری تخلیق کریں گے اور پھر جوان وکنواری ہو کر اس میں داخل ہوگی۔ اور آپ نے اللہ کے اس قول کی تلاوت کی: **إن أنشأناهن إنشاء فجعلناهن أبكارا عربا أترابا** ہم نے ان کی (بقیہ کالم 2 پر)

بقیہ: جنّت میں چھ چیزیں نہیں ہونگی

(بیویوں کو) خاص طور پر بنایا ہے اور ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا ہے، محبت والیاں اور ہم عمر ہیں۔

چھٹی چیز: جنت میں داڑھی نہیں ہوگی یہ بات بھی صحیح ہے تا کہ جنتی کے حسن وجمال میں مزید خوبصورتی پیدا ہو جائے۔ دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور اس کا حکم وجوب کا ہے جو دنیا میں رسول اللہ ﷺ کے اس واجبی حکم پر عمل کرے گا اور صحیح ایمان والا ہوگا تو اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوگا اور وہاں اسے جوان بنا دیا جائے گا اس طرح کہ جسم اور چہرے سے بال ہٹا دیا جائے گا۔ اس کی دلیل بڑھاپا کے تحت گزری ترمذی کی روایت ہے جس میں خاص لفظ «مردا» آیا ہے جو بلا ریش کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

بکھرے موتی کی تحقیق ختم ہوئی یعنی اس میں درج ساری باتیں صحیح ہیں، اس تحقیق کو پیش کرنے میرا مقصد لوگوں کو جنت کا شوق دلانا ہے۔

اللہ تعالی ہمیں اپنی رحمت وتوفیق سے جنت الفردوس میں داخل فرمائے ۔ آمین۔

USES OF NEED (NEED کے استعمالات)

ابوعبیدہ جلال الدین القاسمی (لیکچرار آر ایم پٹیل جونیئر کالج)

Continued from last Month ....

(3) yes/ no question میں فعلِ معاون do کے ساتھ بطورِ فعل need کا استعمال:

(3) Need" with 'do' interrogative:

Do they need to go with him?

Does she need to go alone there?

Do you need to behave like this?

(4) فعلِ معاون need کا past form نہیں ہوتا ہے۔

(4) The modal 'NEED' has no past form:

The modal NEED has no past form. Instead, we use 'DIDN'T NEED TO' or 'DIDN'T HAVE TO' in the past;

Correct: I didn't need to buy any books. They were all in the library. or I didn't have to buy any books. They were all in the library.

Incorrect: I needed not to buy any books. They were all in the library. or I didn't need buy any books. They were all in the library.

(5) Need سے قبل اگر No one, Nobody, Anybody جیسے indefinite pronouns یا کسی منفی فاعل کا استعمال ہو تو Need کے مابعد bare infinitive کا استعمال ہوگا۔

(5) When 'NEED' is preceded by NO ONE, NOBODY, ANYBODY (i.e. indefinite pronouns) or any negative subject it takes bare infinitive (V1 without TO);

(a) No one need think that we are doing this every week .

(b) Nobody need know the name of the person who made the . complaint

(c) Not a thing need change on this page.

(d) No one need know about it.

یادداشت: Need کے ساتھ کسی بھی دوسرے Modal verb کا استعمال نہیں ہوتا ہے۔

NOTE:- We don't use another modal verb with need;

Correct: No one need read this

Incorrect: No one need must read this. or No one must need read this.

(6) منفی یا اِنکاری (negative) اور استفہامی یا سوالیہ (interrogative) clause (جزوِ جُملہ) سے جملے کا آغاز ہو رہا ہو تو مُثبت Need اپنے معاً بعد bare infinitive کو ہی قبول کرتا ہے۔

(6) When a negative or interrogative clause is in the beginning, the affirmative NEED takes bare infinitive:

(a) I don't suppose I need wear a coat. ('I don't suppose' is a negative clause.)

(b) Do you think I need tell Shahid. ('Do you know' is an interrogative clause.)

(7) Need کے ساتھ اگر Hardly, Scarcely, Only جیسے frequency adverbs کا استعمال ہو تو Need کے مابعد bare infinitive کا استعمال ہوتا ہے۔

(7) When words HARDLY, SCARCELY, ONLY (i.e. frequency adverbs) are used with the verb NEED, it takes bare infinitive:

I need hardly say how pleased we are to welcome Mr. Ismail.

You need only touch one of the pictures for all the alarm bells to start ringing.

(8) زمانہ جاری میں Need کا استعمال نہیں ہوتا ہے۔

(8) We don't use NEED in the continuous;

Correct: We need some milk.

Incorrect: We are needing some milk.

(8) Need کا فاعل اگر کوئی شئے یا معاملہ ہو تو اس کے بعد Gerund (اسمِ مَصدر) کا استعمال ہوتا ہے اور 'to form' کا استعمال نہیں ہوتا ہے۔

(9) When subject of NEED is a thing we use gerund (-ing form) after it, we don't use 'TO form';

(a) The plan needs improving.

(b) We made a list of things that needed doing. ('that' refers to 'a list of things'.)

Correct: The cooker needs cleaning.

Incorrect: The cooker needs to be cleaned.

■ ■ ■ ■ ■

قرآنی معلومات

سوال : قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام ولوط علیہ السلام کی بیویوں کو خائن کہا ہے.
فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ
پھر ان کی انہوں نے خیانت کی پس وہ دونوں (نیک بندے) ان سے اللہ کے (کسی عذاب کو) نہ روک سکے. (سورہ تحریم آیت: 10) یہاں خیانت سے کیا مراد ہے؟

جواب : یہاں خیانت سے مراد عصمت میں خیانت نہیں کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ کسی نبی کی بیوی بدکار نہیں ہوتی ،خیانت سے مراد یہ ہے کہ اپنے خاوندوں پر ایمان نہیں لائیں. اور ان کی ہمدردیاں اپنی کافر قوم کے ساتھ رہیں، عبد اللہ بن عباس رضي اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ قوم کو گھروں میں آنے والے مہمانوں کی اطلاع پہنچاتی تھی، نوح علیہ السلام کی بیوی لوگوں سے نوح کی بابت کہتی کہ یہ مجنون ہے.

سوال : قرآن مجید میں کتنے قسم کے نفس کا تذکرہ آیا ہے؟

جواب : تین / النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ. النَّفْسِ اللَّوَّامَةِ. النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ.

النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ: وہ نفس جو انسان کو برائیوں پر ابھارتا اور آمادہ کرتا ہے، اس کا ذکر سورہ یوسف 53 میں آیا ہوا ہے.

النَّفْسِ اللَّوَّامَةِ: وہ نفس جو کوتاہی اور برائی ہو جانے پر بھی انسان کی ملامت کرتا ہے اور طاعت کے ترک پر بھی انسان کو ملامت کرتا ہے، اس کا ذکر سورہ القیامہ آیت: 2 میں آیا ہوا ہے.

النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ: وہ پاکیزہ نفس جسے اللہ کے وعدوں پر یقین ہے کہ اسے قیامت کے دن کوئی ڈر اور خوف لاحق نہیں ہوگا، اس کا ذکر سورہ الفجر آیت 27 میں آیا ہے

سوال : کتنی سورتیں حیوانات کے نام پر یا صفات پر آئی ہوئی ہیں؟

جواب : سات سورتیں

(1) سورہ بقرہ (2) سورہ انعام (3) سورہ نحل (4) سورہ نمل (5) سورہ عنکبوت (6) سورہ عادیات (7) سورہ فیل۔

سوال : قرآن مجید کی وہ کون سی سورت ہے جس کے بارے میں ہے کہ نبی کریم کے دو صحابہ جب بھی آپس میں ملتے تو اس وقت تک باہم جدا نہیں ہوتے تھے جب تک کہ وہ ایک دوسرے کو سورت سنا نہ دیتے تھے؟

جواب : وہ سورت سورۃ العصر ہے۔ بیہقی شعب الایمان، طبرانی اوسط

محترم قارئین! ماہنامہ ابصار انعامی مقابلہ نمبر 5 کے کُل 30 جوابی کارڈس موصول ہوئے، جن میں سے صِرف 11 لوگوں کے جوابات مکمّل طور پر دُرُست تھے۔ لِہٰذا اس ماہ کے چار خوش قِسمَت انعام یافتہ قارئین کے نام ہیں: (1) خالد افسر خان، دیانہ (مالیگاؤں) (2) عالیہ پروین واجد علی (بنگلور) (3) عرشیہ خاتون محمد خان، دھولیہ (4) زینب بانو وردی، پونہ

گُزشتہ ماہ کے دُرست جوابات: (1) 60 (2) cortisone (3) ستر (4) ہتھنی (5) صبا لکھنوی (6) بُڑھاپے (7) اتباعِ حق (8) بعیر (9) جمل (10) مہذب ہونا

Have Some Pun !!

Which Horse runs the City?
The Mare , Of course.

I once fell in love with an encyclopedia,
I was completely in-fact-uated.

Did you hear about the Two Thieves who stole a Calendar?
They each got Six months.

Why is it okay for an ice company to commit a fraud?
Their Assests are already frozen.

Whoever invented Knock Knock jokes should get a ‹No Bell› Prize.

Your Nose can not be 12 inches long... Or else it would be a foot.

Can a Kangaroo jump higher than a house?
Of course! houses cant jump.

How do you get over a fear of Elevators?
Just take some steps to avoid them.

خصوصی اطلاع

قارئین اخبار کے مختلف گوشوں کے لئے اپنے غیر طبع شُدہ مُراسَلات، تحقیقی مقالات اور اپنی تخلیقی کاوشیں ہمارے ای میل یا وھاٹساپ پر اپنے مکمل نام اور پتے کے ساتھ بھیجیں۔

Email : ABSAARAKHBAR@GMAIL.COM
WHATSAPP : 8657323649

دیس

* طلاق ثلاثہ مخالف بل پارلیمنٹ میں منظور۔
* ڈی ایم کے، مودی سرکار پر برہم، طلاق ثلاثہ بل کو اسٹینڈنگ کمیٹی میں بھیجنے کا مطالبہ۔
* ممبئی کے کملا ملز کمپاؤنڈ میں خوفناک آتشزدگی، 15 افراد ہلاک۔
* لکھنؤ میں طالبات کے استحصال کے الزام میں مدرسے کا منتظم گرفتار۔
* ممبئی کملا ملز سانحہ: بی ایم سی کے پانچ افسران معطل، ہوٹل مالک کے خلاف غیرارادتاً قتل کا کیس درج۔
* مدھیہ پردیش: کانگریس کے سینئیر لیڈر سجن سنگھ ورما کا متنازعہ بیان، اسد الدین اویسی کو بتایا آر ایس ایس کا سب سے بڑا ایجنٹ۔
* جئے رام ٹھاکر نے ہماچل پردیش کے 14،ویں وزیر اعلیٰ کا حلف لیا۔
* چارہ گھوٹالہ معاملہ: لالو پرساد یادوسمیت سولہ ملزمین قصور وار قرار، 3 جنوری کو ہوگا سزا کا اعلان۔
* لالو پرساد یادو قیدی نمبر 3351 ، برسانڈا جیل کے وی آئے پی وارڈ میں رکھا گیا۔
* اب ہر ماہ نہیں بڑھیں گی سبسڈی والے رسوئی گیس سلینڈر کی قیمت، مودی حکومت نے اپنا فیصلہ واپس لیا۔
* بنارس ہندو یونیورسٹی میں تشدد معاملہ: 13 طلبہ معطل، کیمپس میں داخلہ پر اور ہوسٹل پر روک۔

ودیس

* اسرائیل کا بیت المقدس کے قریب 'ٹرمپ ٹرین اسٹیشن' بنانے کا منصوبہ۔
* قاہرہ: سابق صدر مرسی سمیت 17، افراد کو 3 سال کی سزا۔
* حقانی نیٹ ورک کے شدت پسند تک رسائی نہ دینے پر ٹرمپ انتظامیہ پاکستان سے خفا، پاکستان کی 25 کروڑ 50 لاکھ ڈالر امداد روکنے پر امریکہ کا غور۔
* بنکاک: تھائی عدالت نے فراڈ کے ایک مجرم کو دی 13 ہزار 275 سال قید کی سزا۔
* فلپائن: سمندری طوفان ٹیمبن میں 200 سے زیادہ افراد ہلاک، بڑی تعداد میں لوگ لاپتہ۔
* غیر قانونی سرگرمیاں روکنے کیلئے چین نے 13، ہزار ویب سائٹس کو بند کر دیا۔

اقوام متحدہ میں بیت المقدس پرٹرمپ کے فیصلے کے خلاف قرار داد منظور

نیویارک: اقوام متحدہ نے مقبوضہ بیت المقدس کو اسرائیل کا دار الحکومت تسلیم کرنے کا فیصلہ مسترد کرتے ہوئے امریکی اعلان کے خلاف قرار داد بھاری اکثریت سے منظور کرلی۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا اجلاس امریکی شہر نیویارک میں واقع ہیڈ کوارٹر میں منعقد ہوا جس میں امریکا کی جانب سے مقبوضہ بیت المقدس کو اسرائیل کا دار الحکومت تسلیم کرنے کا معاملہ زیر بحث آیا۔ اجلاس کے دوران ترکی نے امریکی فیصلے کے خلاف قرار داد پیش کی جسے ارکان ممالک نے بھاری اکثریت سے منظور کرلیا، اس کے حق میں ۱۲۸ اور مخالفت میں محض ۹ ووٹ پڑے جب کہ ۳۵ ممالک نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔

The Knowledge Pre Primary English Medium School

School Trip Pics

The ABSAAR Monthly Printed, Published and owned by Jalaluddin Mutiullah Quasmi, Printed at SHARP OFFSET PRESS at Kusumba Road, Malegaon(NASHIK) 423203 & Published at S. NO. 65/3,Plot No.2 , Nishat Nagar,Ayesha Nagar Road, Malegaon(NASHIK) 423203. Editor : Jalaluddin Mutiullah Quasmi EMAIL : absaarakhbar@gmail.com